ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۱۲/جنوری ۲۰۰۱ء شمارہ ۲
۱۶/شوال ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۱۲/صلح ۱۳۸۰ ہجری شمسی

ذکر الٰہی کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دعا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی سیکھی جسے پڑھنا کبھی نہیں بھولتا۔ (اس دعا کا ترجمہ یہ ہے):

"اے اللہ مجھے ایسا بنادے کہ میں تیرا بہت زیادہ شکر کروں اور بہت زیادہ تجھے یاد کروں اور تیری نصائح کی پیروی کروں اور تیرے حکموں کی حفاظت اپنے عمل سے کروں"۔

(جامع ترمذی ۔ کتاب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ کبھی بے خوف نہ ہو اور ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہے

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے

"غرض یہ مقام ڈرنے کا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ نفاق کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾۔ (الانعام: ۸۳) بعض اوقات انسان موجودہ حالتِ امن پر بھی بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ امن میں زندگی گزار تا ہوں۔ مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں۔ اسی واسطے مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بے خوف نہ ہو اور ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان بدیوں کے برے نتائج سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾۔ (البقرہ: ۲۲۳)

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح پر خدا کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا اور پھر اس پر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے ﴿اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾۔ (یونس: ۶۳)

خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اس لئے استغناء ایک شرط کے ساتھ ہے ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ﴾۔ (بنی اسرائیل: ۱۱۲)۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تھڑ کر کسی کو ولی نہیں بناتا۔ بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ اس کو کسی کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف اس کی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اس کے اہل و عیال، اس کے احباب کے لئے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دی جاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور ان زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دی جاتی ہے جن میں وہ ہوتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم ،طبع جدید، صفحہ ۵۹۵،۵۹۴)

یہ رسول اللہ کی صحبت کا اثر تھا کہ صحابہؓ میں ثبات قدم اور استقلال تھا

اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت آئے ۔ چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذاہب پر غالب کر کے دکھاؤں

(۱۹۰۰ء کے آخری جمعہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ خطبہ جمعہ کے بعض اقتباسات کے حوالہ سے جماعت کو نصائح)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۹/دسمبر ۲۰۰۰ء)

لندن (۲۹/دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الجمعہ کی آیات ۳ و ۴ کی تلاوت فرمائی اور ان کا سادہ ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ آج ۲۹/دسمبر کو اس صدی کا آخری جمعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گزشتہ صدی کا آخری جمعہ ۲۸/دسمبر کو تھا۔ اس نسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات جو آپ نے اس جمعہ کے روز فرمائے تھے ان میں سے بعض حصوں کا انتخاب آج کے خطبہ میں حضور ایدہ اللہ نے پڑھ کر سنایا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی قوت قدسیہ کے فیضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اثر تھا کہ صحابہ میں ثبات قدم اور استقلال تھا اور خدا تعالیٰ نے ان میں اور ان کے غیروں میں فرقان رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس تعلق میں یہ بھی فرمایا ہے کہ صحابہ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو کہ جو پہلے گزر چکے بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جو صحابہ میں داخل ہے جو احمدؑ کے بروز کے ساتھ ہونگے۔ حضور علیہ السلام نے سورۃ الجمعہ کی آیت ﴿واٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ کے حوالہ سے فرمایا کہ آج وہی بدر والا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح جماعت تیار کر رہا ہے۔ میں تم کو کیونکر دکھاؤں جو اسلام کی حالت ہو رہی ہے مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت آئے۔ چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذاہب پر غالب کر کے دکھاؤں۔

اللہ تعالیٰ یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کے آثار اپنے بندے پر دیکھے

تحدیث نعمت کے یہی معنی نہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پربھی اس کا اثر ہونا چاہئے۔

تحدیث نعمت کا ایک پہلو خلق خدا کی خدمت ہے اور اس میں لازمی شرط یہ ہے کہ یہ نیکی کے کام خدا کی رضا کی خاطر ہونے چاہئیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو عید مبارک کا تحفہ

(خلاصہ خطبہ عیدالفطر ۲۷/دسمبر ۲۰۰۰ء)

(اسلام آباد ۔ٹلفورڈ، برطانیہ ۲۷/ دسمبر):۔ آج رمضان المبارک کے اختتام پر اسلام آباد میں عیدالفطر کی نماز سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ اگرچہ موسم شدید سرد تھا مگر کثیر تعداد میں احباب جماعت عید کے لئے دُور دُور سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ محکمہ موسمیات کی پیش خبری کے مطابق برفباری کا امکان تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور عید کے روز موسم قدرے بہتر رہا اور تمام پروگرام بغیر کسی غیر معمولی دقت کے بخیر و خوبی انجام پائے جبکہ عید سے اگلے روز برفباری ہوئی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید کی نماز پڑھانے کے بعد خطبۂ عید میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب کو اہم نصائح فرمائیں۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الضحیٰ کی آیات ﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى﴾ سے آخر سورۃ تک تلاوت فرمائی اور ان کا ترجمہ سنانے کے بعد تحدیث نعمت کے تعلق میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث سنائی کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھے۔ یعنی خدا نے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس سے استفادہ کرنا ثواب کا

موجب ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی ایسے شخص کی طرف دیکھتا ہے جسے مالی و جسمانی لحاظ سے فضیلت دی گئی ہے تو اس کی طرف بھی تو دیکھے جسے یہ چیزیں حاصل نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب انسان برابر نہیں ہیں۔ کوئی اوپر درجے کا ہے اور کوئی نیچے درجے کا ہے۔ کئی لوگ کئی مصائب میں ہیں۔ ان کو دیکھ کر شکر نعمت کا حق ادا ہو سکتا ہے ورنہ انسان کو اس کا خیال نہیں آتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تحدیث نعمت کا ایک پہلو خلقِ خدا کی خدمت ہے۔ اس تعلق میں حضور نے اس حدیث نبوی کا ذکر فرمایا جس میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک شخص سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم! مَیں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے نہ کھلایا۔ وہ کہے گا اے خدا! تُو تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تجھ سے فلاں بندے نے کھانا نہیں مانگا تھا مگر تُو نے اسے نہ کھلایا۔ اگر تُو اسے کھلاتا تو مجھے کھلاتا۔ اسی طرح وہ پانی کے متعلق فرمائے گا کہ مَیں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تُو نے مجھے نہ پلایا۔ بندہ کہے گا کہ تُو تو رب العالمین ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر اسے پانی پلاتا تو مجھے پلاتا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں لازمی شرط یہ ہے کہ یہ نیکی کے کام خدا کی رضا کی خاطر ہونے چاہئیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات اس تعلق میں پڑھ کر سنائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عجز و انکسار ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیت کریمہ ﴿اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ نعماء الٰہی کا اظہار بھی از بس ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام نے خدا کی نعمتوں کی تحدیث کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ تحدیث کے یہی معنی نہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے۔ ہمارے لئے رسول اللہ اسوہ حسنہ ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو آپؐ کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل پر خوش نہیں ہوتا اور اس کا عملی اظہار نہیں کرتا وہ مخلص نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر پر احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو عید مبارک کا تحفہ پیش فرمایا۔ اسی طرح خصوصیت سے آپ نے اسیران راہ مولا اور شہداء کے خاندانوں کو اپنی طرف سے اور تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے عید مبارک کا پیغام دیا اور فرمایا کہ قریباً ہر ملک سے عید مبارک کے پیغامات آرہے ہیں اور ان سے میری فائل بھر گئی ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ سب کو الگ الگ جواب دیا جائے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ اس موقعہ پر مَیں سب کو عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ خطبہ عید الفطر کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں چونکہ نماز ظہر کا وقت شروع ہونے میں کچھ منٹ باقی تھے اس لئے حضور ایدہ اللہ سٹیج سے نیچے تشریف لائے اور کچھ وقفہ کے بعد ظہر کی اذان ہوئی۔ پھر حضور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد حضور ایدہ اللہ خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں سب حاضر خواتین و بچے حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے ان سب کو بھی السلام علیکم اور عید مبارک کا تحفہ دیا۔

۞۞۞......۞۞۞......۞۞۞

ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) کے زیر انتظام

افریقہ میں خدمت انسانیت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیومینیٹی فرسٹ کو دنیا کے مختلف ممالک میں دکھی انسانیت کے دکھوں کو دور کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلہ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں دسمبر ۲۰۰۰ء میں ہیومینیٹی فرسٹ کے زیر انتظام ایک کنٹینر گنی بساؤ (Guine Bissau) (مغربی افریقہ) کے ضرورتمندوں کے لئے بھجوایا گیا ہے جس میں ساڑھے پانچ ٹن چاول، مختلف سائز کے ہزاروں نئے اور پرانے کپڑے اور ایک سو سے زائد گھروں کی چھتوں کی تعمیر کے لئے لوہے کی چادریں (چودہ ٹن وزنی) شامل ہیں۔

اسی طرح عید الفطر کے موقع پر افریقہ کے دو سو غریب گھرانوں کے لئے ایک ماہ کی خوراک مہیا کی گئی۔ اس کے علاوہ نئے عیسوی سال کے موقع پر کینیا میں مختلف جگہوں پر آنکھوں کے علاج کے لئے فری کیمپس میں آپریشن کی سہولت بھی حاصل ہو گی۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری خدمتِ انسانیت کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں دکھی انسانیت کی مقبول خدمت کی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

اگر آپ بھی اس سلسلہ میں کسی قسم کے عطیہ جات پیش کرنا چاہتے ہیں یا مزید معلومات کے خواہاں ہیں تو حسب ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

Seyed Ahmad yahya

Humanity First

6 Hardwicks Way. London SW18 4AJ

رحمت کی آس میں مِرا دستِ دُعا دراز!

(محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ)

رحمت کی آس میں مِرا دستِ دعا دراز!
اک نظرِ التفات سے مولا مجھے نواز

ہر آن ہے لپیٹ میں اپنی لئے ہوئے
احساس کی تپش مجھے افکار کا گداز

لمحے جدائیوں کے بہت ہوگئے طویل
فرقت کی لے میں ڈوبی ہوئی ہے نوائے ساز

خُدّام کے فراق میں محمودؔ بے قرار
شہرِ وفا میں مضطرب محمودؔ کے ایاز

ربِّ کریم ! شانِ کریمی کا واسطہ
پہلی سی ڈال پھر وہی اک نگہِ نیم باز

یہ ابتلا کا دَور بھی ہم کو قبول ہے
آقا مرے بخیر رہیں عمر ہو دراز

اب تابِ ضبط و صبر و تحمّل نہیں رہی
اے ذوالجلال !آئینِ قدرت کا ہو نفاذ

میری مجال کیا ہے کہ شکوہ کروں ترا
گستاخیاں نہیں ہیں محبت کے ہیں یہ ناز

تیرے سوا ہے کون؟ تری ذات ہی تو ہے
مشکل کُشا ، مجیبِ دُعا، ربِّ کارساز

تیرے ہی پاس ہے مرے ہر کرب کا علاج
چارہ گری کا کوئی کرشمہ ! اے چارہ ساز

بے پایاں تیری نعمتیں ، رحمت ہے بے کراں
انساں کی پستیوں کو بھی بخشا گیا فراز

مالک ہے تُو ، کریم ہے تُو ، بے نیاز ہے
نَے حاجتِ عمل تجھے ، نَے حاجتِ جواز

مَیں بے عمل سہی پہ وفا آشنا تو ہوں
میرے خبیر ! اس طرف بھی اک نگاہِ ناز

ہاں مردِ فارسی سے تعلّق مِرا بھی ہے
تیری عنایتوں کے تصدّق مجھے نواز

اب جلد آ کہ سنگِ ملامت کی زد میں ہے
میری اذان ، میری عبادت ، مری نماز

تدبیر کوئی کر تری تدبیر چاہئے۔!
مَیں سادہ و غریب ہوں دشمن زمانہ ساز

لَا تَقْنَطُوْا کا قول ہے ڈھارس دئے ہوئے
تیری گرفت سخت ہے۔ پر ڈھیل ہے دراز

تشنہ لبانِ مشرق و مغرب کو ہو نوید
بٹتی ہے آج پھر مئے خم خانۂ حجاز

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف ؓ شہید کا خاندان
واقعۂ شہادت کے بعد ان کے مصائب و مشکلات

(سید مسعود احمد ۔ ربوہ)

(دوسری قسط)

امیر حبیب اللہ خان کی مزار شریف میں آمد اور رہائی کی کوشش

صاحبزادہ سید ابوالحسن قدسی بیان کرتے ہیں کہ ہم قریباً چار سال جلاوطنی میں جانب ترکستان مقیم رہے۔ پانچویں سال یعنی ۱۹۰۷ء میں امیر حبیب اللہ خان افغانستان کے دورہ پر نکلا ۔ کابل سے قندھار آیا ۔ قندھار سے ہرات آیا اور ہرات سے فراخ اور وہاں سے میمنہ اور پھر مزار شریف آیا۔ وہ مقام جہاں ہم مقیم تھے مزار شریف سے پندرہ میل کے فاصلہ پر جانب بلخ تھا جو قبلہ کی جہت بھی ہے۔

امیر کے مصاحبین میں سے ایک شخص سلطان جان تھا جو ہماری برادری کے آدمی مزمل شاہ کا واقف تھا۔ مزمل شاہ نے سلطان جان کی معرفت ایک درخواست امیر حبیب اللہ خان کے پیش کی جس میں یہ لکھا کہ اب ہمیں چھوڑ دیا جائے یعنی ہماری جلاوطنی ختم کر دی جائے اور ہمیں وطن واپس جانے کی اجازت دے دی جائے۔ امیر نے درخواست پڑھی اور جب اس میں حضرت شہید مرحومؓ کا نام دیکھا تو درخواست پھاڑ دی اور پھٹی ہوئی درخواست لفافہ میں بند کر کے واپس کر دی۔ پھٹی ہوئی درخواست ملنے پر ہمیں بڑا رنج ہوا اور ہم لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب ہمیں خوست نہ بھیجا جائے گا کیونکہ خود بادشاہ نے ہمارا عریضہ پھاڑ دیا ہے۔ (قلمی مسودہ صفحہ ۵۶،۵۵)

"ان حالات میں سات سال کے قریب یہ خاندان ترکستان میں رہا"۔

(الفضل ۲۶/مارچ ۱۹۲۶ء)

مُلّا میرو صاحب کی خدمات

سید ابوالحسن قدسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مُلّا میرو صاحب حضرت صاحبزادہ صاحب کی لاش کو کابل سے نکال کر ان کا تابوت ان کے گاؤں سید گاہ میں لے آئے تھے اور وہاں دفن کر دیا تھا۔ جب کابل کی حکومت کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے خوست کے حاکم محمد اکبر خان شاہ غاصی کو حکم دیا کہ رات کو کچھ سپاہی لے کر حضرت شہید مرحوم کی لاش نکال کر کہیں اور لے جائے اور مُلّا میرو کو سزا دے۔ چنانچہ ان کو شدید اذیتیں پہنچائی گئیں، مارا پیٹا گیا اور گھسیٹ کر قید خانہ میں لے جایا گیا۔ ان کا منہ کالا کر کے گاؤں میں پھرایا گیا۔ بالآخر جب مُلّا میرو قید سے رہا ہوئے تو اس وقت شہید مرحوم کا خاندان ترکستان کی جانب جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ ان کی خوست والی جائیداد حکومت نے ضبط کر لی تھی۔ جو جائیداد بنّوں کے علاقہ میں تھی اس کی آمد سے گزارا ہوتا تھا۔

اس وقت مُلّا میرو کا وجود ہی تھا جن کو خاندان سے ہمدردی اور ان کی خدمت کا احساس تھا۔ قریباً پندرہ سال تک وہ ہمارے خرچ کا انتظام کرتے رہے۔ بنّوں جا کر زمین کی آمد لے کر جلاوطنی میں پہنچا دیتے تھے ۔ راستہ کی دوری ، برفوں اور پہاڑوں کی مشکلات ان کے راستہ میں حائل نہ ہوئیں ۔ وہ یہ دُور دراز کا سفر پیدل طے کرتے رہے۔

جب ہم کابل میں جلاوطن تھے اور جیل خانہ میں قید تھے وہاں بھی آپ کا وجود ہمارے لئے مفید ثابت ہوا اور ہم خدا کے فضل سے عزت و آبرو کے ساتھ رہتے رہے۔ خلاصہ یہ کہ جب تک ہمیں ضرورت تھی اس وقت تک انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا اور جب ہم کو شاہ امان اللہ خان نے سید گاہ آنے کی اجازت دے دی اور ہماری جائیداد بھی ہم کو مل گئی تو وہ عمر کے آخری حصہ میں ہجرت کر کے قادیان آگئے۔

(ملخص از مضمون سید ابوالحسن قدسی صاحب بحوالہ الفضل قادیان ۱۷/جنوری ۱۹۳۳ء)

☆......☆......☆......☆

برٹش انڈیا اور افغانستان کے مابین ۱۹۰۹ء میں باہمی سرحد کے بارہ میں جھگڑا اور رہائی کی سبیل

امیر حبیب اللہ خان کے دورۂ مزار شریف کے دو سال بعد یعنی تقریباً ۱۹۰۹ء میں برٹش انڈیا کی حکومت اور افغانستان کے مابین دونوں ملکوں کی سرحد کے بارہ میں کچھ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اس اختلاف کو طے کرنے کے لئے حکومت افغانستان کی طرف سے دو افسر مقرر ہوئے جن میں ایک امین الانتظام تھا جس کا نام محمود تھا اور دوسرا امین الکاتب تھا جس کا نام غالباً ابراہیم تھا۔ یہ دونوں افسران فارسی جانتے تھے ۔ ان کو پشتو زبان سے واقفیت نہ تھی کیونکہ سمت جنوبی (یعنی خوست وغیرہ کے لوگ جن سے واسطہ پڑتا تھا) کی زبان پشتو تھی اس لئے مذکورہ بالا دونوں افسران کو ایک معاون دیا گیا جو پشتو جانتا تھا اس کا نام خواجہ گل خان تھا۔

جب مذکورہ بالا دونوں افسران خوست آئے اور سرحد کے بارہ میں فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو جب کابل واپس گئے تو اس علاقہ کے بڑے بڑے لوگوں کو (جنہوں نے فیصلہ کروانے میں مدد دی تھی) اپنے ساتھ کابل لے گئے اور انہیں کہا کہ تمہیں بادشاہ کی طرف سے انعامات دئے جائیں گے ۔ کابل میں ان کی ایک یا دو دن شاہی مہمان نوازی ہوئی۔ سردار نصر اللہ خان ان کا مہمان نواز مقرر تھا۔ جب کھانا کھانے کا وقت آیا اور بادشاہ دسترخوان پر بیٹھا تو خوست سے آنے والے سرداروں نے کھانا نہیں کھایا۔ اس بارہ میں وہ پہلے باہم مشورہ کر کے خواجہ گل خان کو بتا چکے تھے کہ ہم اس طرح کرنے والے ہیں ۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ مہمان کھانا نہیں کھا رہے تو اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ خواجہ گل خان کی معرفت انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی مراد پوری کروانی ہوتی ہے تو کھانا نہیں کھایا جاتا جب تک مراد پوری نہ ہو۔ اس کے بعد کھانا کھاتے ہیں ۔ بادشاہ نے کہا کہ کیا مراد ہے؟ ہم پوری کریں گے ۔ اس پر خواجہ گل خان نے بتایا کہ خوست کے صاحبزادگان قدیم سے پیر خانہ اور شریف لوگ ہیں اور ہم سب ان کی عزت کرتے ہیں ۔ ہماری عرض یہ ہے کہ انہیں ترکستان سے واپس بلا لیا جائے ۔ اس پر امیر حبیب اللہ خان نے فوراً حکم دیا کہ اچھا وہ واپس آجائیں۔

چونکہ یہ صرف زبانی حکم تھا اور اس کے ساتھ کوئی تحریر نہ تھی اس واسطے صاحبزادگان کے واپس آنے میں دیر ہو گئی۔ بعض بڑے بڑے لوگوں نے صاحبزادگان کو لکھا کہ تمہارے بارہ میں امیر نے یہ حکم دے دیا ہے اس واسطے اب تم واپس آجاؤ مگر صاحبزادہ ابوالحسن قدسی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملا۔ اس پر ہمارے کچھ رشتہ داروں نے اس معاملہ کو اٹھایا کہ بادشاہ کے اس حکم پر باقاعدہ کارروائی ہونی چاہئے۔ ان رشتہ داروں میں ایک مولوی محمد صدیق صاحب تھے جو ہندوستان میں تعلیم حاصل کر چکے تھے ۔ انہوں نے ایک موقعہ پر امیر حبیب اللہ خان کے حضور پیش ہو کر کہا کہ اس طرح آپ نے حکم دیا تھا لیکن ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس پر بادشاہ نے کہا میں اب پھر حکم کرتا ہوں کہ واپس آجائیں اور ان کو کرایہ بھی دیا جائے اور خادم بھی دئے جائیں اور اپنے وطن واپس چلے جائیں۔

کچھ عرصہ بعد سردار عبداللہ خان طوخی کی معرفت ہمیں یہ حکم مل گیا اور ان سے کرایہ وغیرہ کی رقم بھی مل گئی۔ اس پر ہم نے اپنی واپسی کا انتظام کر لیا اور کابل واپس آگئے ۔ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ہمیں ہماری زمین واپس کی جائے۔ ہم نے کابل واپس آکر زمین کی واپسی کے سلسلہ میں درخواست دی لیکن اس پر کئی ماہ گزر گئے۔ اس عرصہ میں ایک ماہ تک تمام خاندان کابل ہی میں رہا۔ اس کے بعد دو آدمی کابل میں رہے اور باقی سب خوست چلے گئے۔

دریں اثناء امیر حبیب اللہ خان کو جائیداد کی فہرست پیش ہوئی ۔ باقی تین گھرانوں کو تو زمین دے دی گئی لیکن ہماری زمین جو سولہ ہزار کنال تھی اور جس میں باغ اور پن چکیاں تھیں ان کے متعلق حکم ہوا کہ ہمیں واپس نہ کی جائیں بلکہ یہ لوگ خوست سے کابل آجائیں اور ہم ان کو یہاں کابل میں زمین دے دیں گے۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۵۸ تا ۶۰)

خوست میں عارضی قیام کے دوران صاحبزادوں کے دوسرے گھرانوں کو تو ان کی جائیداد واپس کر دی گئی مگر حضرت شہید مرحوم کے صاحبزادگان کو ان کی جائیداد نہ دی گئی اور امیر کے نہ دینے کی وجہ یہ بتائی کہ ان کی بہت بڑی جائیداد ہے، نہیں دی جاسکتی۔ اس پر ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے ان سے کہا کہ پھر یہ لوگ گزارہ کیونکر کریں گے تو سردار نصر اللہ خان نے یہ جواب دیا کہ جس طرح ان کی مرضی ہو کریں ہم کچھ نہیں دیں گے۔

چونکہ اس خاندان سے عقیدت رکھنے والے اس علاقہ میں بکثرت لوگ تھے اور وہ اس حال میں ان کو نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے حکومت نے یہ خیال کر کے کہ وہ لوگ اس ظلم کے باعث جو شہید مرحوم کے بال بچوں پر روا رکھا جا رہا تھا کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں اس خاندان کو زیر حراست کابل بلا لیا۔ اس وقت اس قافلہ کی تعداد (مع خدام) چودہ رہ گئی تھی جنہیں کابل میں رہنے کے لئے دو بہت ہی تنگ کوٹھڑیاں دی گئیں۔ اس کے متعلق درخواست دی گئی کہ اتنی تنگ جگہ میں گزارا مشکل ہے اور خدام کے لئے علیحدہ رہنے کی جگہ کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس کے جواب میں کہا گیا کہ ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

آخر میں ایک مکان اپنے (خرچ) پر کرایہ پر لیا گیا ۔ تب جا کر گزارا ہونے لگا۔ ان ایام میں ہفتہ میں دو بار کوتوالی جا کر اطلاع دینی پڑتی تھی کہ ہم لوگ اس جگہ پر ہیں اور گھر پر محلّہ کا نمبر دار دن رات نگرانی کرتا تھا۔ اس حالت میں سارا خاندان پانچ سال رہا۔

(بیان سید احمد ابوالحسن قدسی صاحب مطبوعہ اخبار الفضل ۲۶/مارچ ۱۹۲۶ء ۔ یہ بیان مکرم نیک محمد خان صاحب غزنوی کی معرفت الفضل کو دیا گیا)

جیسا کہ پہلے ذکر آیا ہے امیر حبیب اللہ خان نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے اپنے گھرانہ کے بارہ میں یہ حکم دیا کہ یہ خوست میں نہ رہیں بلکہ واپس کابل آجائیں۔ جب یہ حکم پہنچا تو حاکم خوست نے اس فرمان پر عمل کچھ دیر روکے رکھا کیونکہ وہ سخت سردی کا موسم تھا اور راستے برف سے بھرے ہوئے تھے۔ جب برف ختم ہوئی تو حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف شہید کے گھرانہ کو کابل واپس بھجوا دیا اور وہ وہاں مقیم ہو گئے۔ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ جب یہ کابل میں آجائیں گے تو ان کو زمین دے دی جائے گی۔

صاحبزادہ ابوالحسن قدسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کابل میں ہمیں اس حساب سے زمین دی گئی جو مجاہدین کو دی جاتی تھی۔ بالغ مجاہد کے لئے فی کس بارہ کنال مقرر تھی اور چھوٹی عمر والوں کے لئے چھ کنال مقرر تھی ۔ اس حساب سے تمام گھرانے کو مجموعی طور پر اکیس (۲۱) کنال زمین دی گئی ۔ یہ زمین اس قدر تھوڑی تھی کہ اس سے گزارے کے لئے غلہ بھی پورا نہ ہوتا تھا۔ اس لئے گزارہ کے لئے بنّوں کی زمین سے روپیہ منگوانا پڑتا تھا۔ اس طرح قریباً دس سال کا عرصہ کابل میں

گزارا۔(روایت سید ابوالحسن قدسی صاحب۔ قلمی مسودہ صفحہ ۲۱)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد کا بیان ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے اہل وعیال کا قیام (تخمیناً) ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۰ء تک کابل میں رہا۔ وہاں رہائش کے لئے ایک معمولی سا مکان شور بازار میں متصل چہاردہ معصوم کرایہ پر لیا ہوا تھا۔

(عاقبۃ المکذبین حصہ اول صفحہ ۵۹۔ سن اشاعت ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ مطبوعہ چوہدری اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)

☆......☆......☆......☆......☆

کابل قیام کے دوران صاحبزادگان کی گرفتاری

اور شیرپور جیل میں ایک اذیت ناک قید

کابل میں قیام پر قریباً سات / آٹھ سال گزرے تھے کہ بعض وجوہات سے سردار نصراللہ خان اور امیر حبیب اللہ خان ان کے بارہ میں بعض شکوک و شبہات میں مبتلا ہوگئے جس کے نتیجہ میں صاحبزادگان کو ایک اذیت ناک قید میں ڈال دیا گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ ضلع گجرات (شادیوال) کا ایک احمدی فضل کریم نامی مجذوب الاحوال تھا۔ قادیان سے پشاور آیا اور کچھ عرصہ انجمن احمدیہ پشاور میں مقیم رہا۔

انہی ایام میں حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف شہید کا تیسرا بیٹا صاحبزادہ سید محمد عمر جان جو ایک خوبصورت جوان تھا اور جس کی عمر قریباً بیس سال ہوگی وہ بھی پشاور آیا اور جماعت پشاور کے پاس بطور مہمان مقیم رہا۔ کچھ دن کے واسطے سرائے نورنگ ضلع بنوں بھی گیا جہاں اس خاندان کی زرعی جائیداد تھی۔ وہاں سے حاصلات زراعت وصول کر کے پشاور واپس آگیا۔ اس دوران میں کابل سے ایک احمدی دوست حضرت شہید مرحوم کی زوجہ محترمہ کا پیغام لائے کہ عزیز محمد عمر جان کو کابل واپس بھجوادیا جائے ورنہ ان کے خاندان کو بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگرچہ عزیزم محمد عمر جان کا ابھی کابل واپسی کا پروگرام نہیں تھا لیکن والدہ محترمہ کے تعمیل ارشاد میں کابل واپس چلا گیا۔ فضل کریم احمدی مجذوب جو اس وقت پشاور میں ہی موجود تھا اس نے صاحبزادہ عمر جان کو دیکھ لیا تھا لیکن وہ پورے طور پر ان کے حالات سے واقف نہیں تھا۔ وہ ان کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کا بڑا بیٹا سمجھتا رہا۔ فضل کریم مجذوب صاحب کی ذہنی حالت بھی بہت اچھی نہ تھی جس کی وجہ سے غلطی لگنے کا بھی امکان تھا۔

صاحبزادہ محمد عمر جان کے پشاور سے چلے جانے کے کچھ عرصہ بعد فضل کریم مجذوب بھی ایک روز بلا حصول اجازت انجمن احمدیہ پشاور سے غائب ہوگئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ پشاور سے کوہاٹ اور کرم کی راہ سے درّہ پیواڑ کوتل میں سے گزر کر جاجی علاقہ میں جواب صوبہ پکتیا میں واقع ہے افغانستان میں داخل ہوگئے اور پھر وہاں سے کابل کا رخ کر لیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ افغانستان میں تبلیغ احمدیت کریں گے اور قیاس ہے کہ وہ کابل میں بعض احمدی احباب کو بھی ملے جو ان ایام میں حکومت کے خوف سے مخفی طور پر رہتے تھے۔ بالآخر انہوں نے احمدیت کے شدید ترین دشمن سردار نصراللہ خان کو درخواست بھجوائی کہ کابل میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے آیا ہوں۔

سردار نصراللہ خان نے فضل کریم صاحب کو تو گرفتار کروادیا اور حاکم شہر کابل نے اس معاملہ کی تحقیق کی۔ حاکم شہر نے فضل کریم صاحب سے دریافت کیا کہ تم یہاں کسی احمدی سے واقف ہو۔ اس نے کہا کہ ہاں میں صاحبزادہ سید محمد لطیف شہید کے بڑے فرزند کو جانتا ہوں اور چند اور احمدیوں کے نام لئے۔ اس طرح وہ تمام احمدی جن کے فضل کریم نے نام لئے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے تمام لڑکے گرفتار کر کے شیرپور جیل میں ڈال دئے گئے۔ اس وقت صاحبزادہ محمد سعید جان صاحب، صاحبزادہ عبدالسلام جان صاحب، صاحبزادہ محمد عمر جان صاحب، صاحبزادہ احمد ابوالحسن قدسی صاحب اور صاحبزادہ محمد طیب جان صاحب مقید کردئے گئے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ (عاقبۃ المکذبین جلد اول صفحہ ۵۹، ۶۰۔ اشاعت ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۶ء)

مکرم سید ابوالحسن قدسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کابل میں جلاوطنی کو سات سال گزر گئے تو فضل کریم صاحب احمدی افغانستان آگئے اور احمدیت کی وجہ سے انہیں قید کر لیا گیا۔ تحقیقات کے دوران اس کو سید حسین شاہ نے جو افغانستان کے پولیٹیکل محکمہ میں افسر تھا کہا کہ اگر تم احمدی ہو تو کابل میں جو احمدی ہیں ان کے نام بتادو تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اس پر فضل کریم نے کہا کہ مَیں شہید مرحوم کی اولاد کو جانتا ہوں جو قادیان گئے تھے۔ حالانکہ اس وقت تک ہم میں سے کوئی قادیان نہ گیا تھا۔ اس طرح بن بلائے یہ مصیبت ہم پر آپڑی اور ہم سب بھائیوں کو قید کر لیا گیا اور پانچوں کو بیڑیاں ڈال دی گئیں جن میں سے ہر ایک کا وزن ساڑھے چھ سیر کے قریب تھا۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے۔

اب ہمارے بارہ میں تحقیق شروع ہوئی۔ قریباً چھ ماہ کے بعد صرف چالان مکمل ہوا کہ ان کو دربار میں حاضر کیا جائے۔ اس عرصہ میں بیڑیوں سمیت آٹھ بار دربار گئے لیکن پیشی نہ ہوئی۔ کبھی یہ کہا جاتا کہ امیر صاحب بیمار ہیں، کبھی یہ کہ آج تو فلاں معاملہ پیش ہے وغیرہ۔ جیل خانہ میں ہمیں کھانے کا انتظام بھی خود کرنا پڑا"۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۶۲، ۶۳ و ۶۸)

آٹھ نو ماہ تک جیل خانہ کی سخت تکالیف میں مبتلا رہے اور تمام صاحبزادے بیمار ہوگئے۔ جیل فیور یا تپ زنداں میں مبتلا ہوگئے۔

(عاقبۃ المکذبین صفحہ ۶۰، ۶۱)

اخبار الفضل ۲۶؍مارچ ۱۹۲۶ء میں سید ابوالحسن قدسی صاحب کا یہ بیان شائع ہوا کہ ایک پنجابی احمدی دوست جن کا نام فضل کریم تھا اور جو گجرات کے رہنے والے تھے کابل گئے اور احمدی ہونے کی وجہ سے پکڑے گئے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ یہاں کوئی اور بھی احمدی ہے تو انہوں نے ہمارا نام لیا۔ اس پر پانچوں بھائی اور ایک اور رشتہ دار جو بطور مہمان ہمارے پاس آئے ہوئے تھے گرفتار کر لئے گئے۔

ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر جیل خانہ میں ڈال دیا گیا اور یہاں تک ہم پر تشدد اور سختی کی گئی کہ انہی ایام میں جب ہماری والدہ صاحبہ فوت ہوئیں تو ہمیں ان کا آخری دفعہ چہرہ دیکھنے کی اجازت نہ دی گئی۔ آخر ہمارے یہ کہنے پر کہ ان کی تجہیز و تکفین کرنے والے سوائے ہمارے کوئی نہیں صرف ہمارے بھائی کو اجازت دی گئی کہ وہ جا کر دفن کر آئیں۔ باقی کسی اور کو چہرہ دیکھنے کی بھی اجازت نہ ملی۔

اس قید میں ہم لوگ آٹھ ماہ کے قریب رہے۔ ہم سب خرچ اپنا کرتے تھے کیونکہ حکومت ہمیں قید میں ڈال کر اور بیڑیاں پہنا کر کھانے پینے کے لئے کچھ دینے پر تیار نہ تھی"۔

(اخبار الفضل ۲۶؍مارچ ۱۹۲۶ء بیان صاحبزادہ سید ابوالحسن قدسی صاحب)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

عالمی تجارتی میلہ ڈاکار (سینیگال) میں

احمدیہ بکسٹال

(رپورٹ: منور احمد خورشید۔ مبلغ انچارج سینیگال)

یہ عالمی تجارتی میلہ سینیگال کے دارالحکومت ڈاکار میں ہر دو سال کے بعد ہوتا ہے۔ اس سال یہ میلہ ۲۷؍نومبر سے ۱۰؍دسمبر ۲۰۰۰ء تک منعقد ہوا۔ اس میلہ میں دنیا بھر سے تاجر لوگ تشریف لاتے ہیں۔ پاکستان سے بھی ان کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ امسال چالیس سے زائد ممالک نے شرکت کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ۱۹۸۶ء سے لگاتار اس عالمی میلہ میں شرکت کر رہی ہے۔

اس کی تیاری کے لئے اساتذہ کرام کو مقرر کیا گیا جنہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے شروع سے لے کر آخر تک سب کام کئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس میلہ پر ہم نے اپنے سٹینڈ میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم، تصاویر حضرت امام مہدی علیہ السلام و خلفاء کرام، لٹریچر برائے فروخت اور لٹریچر برائے تقسیم رکھا ہوا تھا۔ اس میلہ میں ایک ہزار سٹینڈ تھے لیکن پورے میلہ میں جماعت احمدیہ کا اسٹال انفرادی اہمیت کا حامل تھا۔ کیونکہ وہ واحد سٹینڈ تھا جو اسلام کے نام پر تھا۔ اس کے علاوہ کوئی مذہبی سٹینڈ نہیں تھا۔ الحمدللہ۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں افراد نے سٹینڈ کو visit کیا اور جماعتی خدمات سے متاثر ہو کر گئے۔ امسال ۴۱۰،۰۰۰ سیفا کی کتب فروخت ہوئیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی کامیابی ہے۔

یہ ایام رمضان کے تھے۔ ہم نے اپنے اسٹال کے سامنے افطاری کا انتظام کیا ہوا تھا اور ہر کس و ناکس کو دعوت عام تھی کہ وہ آکر روزہ افطار کرے۔ اس طرح کم از کم تین سو سے زائد افراد روزانہ جماعت کی طرف سے افطار کرتے تھے۔ ہمارے اسٹال کے سامنے ایک اور سٹال تھا جن کے پاس لاؤڈ سپیکر تھا۔ وہ سپیکر پر اعلان کر دیتے کہ احمدیہ مسلم مشن کی طرف سے روزہ کھلوایا جارہا ہے آپ سب لوگ جو روزہ دار ہیں آکر روزہ کھول لیں۔ پھر کافی دیر تک جماعت کے بارہ میں از خود اعلان کرتا رہتا کہ یہ لوگ بہت اچھے لوگ ہیں اور یہی لوگ ہیں جو خدا کے لئے کام کر رہے ہیں، دنیا بھر میں مساجد بنا رہے ہیں اور اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ ایک مسلمان بہن تشریف لائیں اور کہنے لگیں کہ خدا کی قسم آپ کی طرح کے لوگ دنیا میں بہت شاذ ہیں جو خدا تعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہیں۔

ایک بزرگ تشریف لائے اور کہا کہ امریکہ اور دجالی قوتیں اسلام کے خلاف جنگ کر رہی ہیں۔ صرف آپ لوگ ہیں جو ان قوتوں کے خلاف صحیح معنوں میں جہاد کر رہے ہیں۔ ایک اور دوست تشریف لائے جنہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو کہنے لگے خدا کی قسم یہ آدمی سچا ہے۔ ہم نے کہا کس طرح؟ وہ کہنے لگے اس شخص کی جماعت کے کاموں سے علم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص سچا ہے۔

ہمارے سامنے والا دوکاندار ہم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو لے کر گیا اور اسٹال پر کھڑا ہو کر سپیکر پر اعلان کرنے لگا کہ جو بھی مجھے اس شخص کا نام بتائے گا اسے میں ایک بیگ انعام دوں گا۔ مختلف لوگوں نے نام بتائے۔ آخر میں اس نے بتایا کہ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور ان کی جماعت کا اسٹال ہمارے سامنے ہے۔ یہ واقعہ بھی ایک عجیب نظارہ تھا۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں میں برکت دے اور دشمنوں کے حسد اور شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی ماضی کی نصیحت سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے

تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان۔ گزشتہ سال میں ۱۷ نئے ممالک چندہ تحریک جدید کے نظام میں شامل ہوئے۔ مجاہدین تحریک جدید کی تعداد تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۸؍دسمبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۸؍فتح ۱۳۷۹ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾۔

(آل عمران: آیت ۹۳)

تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

اس کے بعد یہ ایک حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا خدا کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خدا کی رضا کی خاطر ہو، دکھاوے کے لئے نہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی، بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے"۔

مالی امور سے متعلق اس آیت کریمہ اور حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس کے بعد میں آج تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تحریک جدید کا مالی سال ۳۱؍اکتوبر کو بڑی شان کے ساتھ اختتام پذیر ہوا اور یکم نومبر ۲۰۰۰ء سے ہم تحریک جدید کے نئے سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ گزرے ہوئے سال کے دوران ۱۷ نئے ممالک کو پہلی مرتبہ تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق ملی اور اس طرح اب تک ۱۱۰ ممالک تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں۔ کل وصولی ۱۹ لاکھ ۴۷ ہزار ۶۰۰ پاؤنڈ ہے جو کہ گزشتہ سال کی نسبت ۲ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔

گزشتہ سال تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان کے موقع پر میں نے امید ظاہر کی تھی کہ مجاہدین کی تعداد آئندہ تین لاکھ تو ضرور ہو جائے گی۔ الحمدللہ کہ مجاہدین کی تعداد تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ مجاہدین کی تعداد میں تینتالیس ہزار کا جو اضافہ ہوا ہے اس میں زیادہ تر نو مبایعین شامل ہیں اور دوران سال مجاہدین کی تعداد میں اضافہ کے لحاظ سے ہندوستان سر فہرست ہے۔ افریقہ میں نومبایعین کو تحریک جدید میں شامل کرنے کے لحاظ سے کینیا سب افریقی ممالک سے آگے نکل گیا ہے۔

پاکستان کا نام امسال خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ نہایت نامساعد حالات کے باوجود پاکستان کو حیرت انگیز ترقی کرنے کا موقع ملا اور لاہور کی جماعت اس قربانی میں اس لحاظ سے بہت قابل قدر ہے کہ پاکستان کی تمام جماعتوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ یہ پاکستان کی تین بڑی جماعتوں میں سے پہلے نمبر پر آئی ہے۔ پہلے نمبر پر لاہور، پھر کراچی، پھر ربوہ۔ امریکہ اور جرمنی کی جماعتوں کی ایک دوسرے پر سبقت کی روایت اسی طرح جاری ہے۔ ہاں میں ضمناً یہ ذکر کر دوں کہ ربوہ اب بھی اول آسکتا ہے کیونکہ اکثر ربوہ کو پیسہ باہر سے ربوہ کے لوگ ہی بھیجتے ہیں اور اگر وہ ذرا بھی اس طرف توجہ کریں تو یہاں کچھ چندہ کم کر کے وہاں بڑھا دیں تو ہمیشہ ربوہ کا نمبر اول ہی رہا کرے گا، انشاء اللہ۔

لاہور کی جماعت اس قربانی میں قابل قدر ہے یہ تو بیان کر چکا ہوں۔ امریکہ اور جرمنی کی جماعتوں کی ایک دوسرے پر سبقت کا روایتی مقابلہ اسی طرح جاری ہے۔ مگر امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے باہر کے ممالک میں امریکہ دنیا بھر کی جماعتوں میں اول رہا ہے اور جرمنی کو چونسٹھ ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اب میں اس کے ساتھ ہی تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔

اب چند عمومی باتیں میں جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج میں اس لئے خود حاضر ہوا ہوں کہ میری لمبی غیر حاضری سے جماعت بہت بے چین تھی اور میں خود بھی بہت بے چین تھا کہ جمعہ میں شامل ہو کر خود اپنی زبان سے جماعت کو کچھ نصیحتیں کر سکوں۔

سب سے پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی کبھی یہ سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا اطلاق محض پرانے زمانہ پر ہوتا تھا۔ اس کا تجربہ حال ہی میں مجھے اس وقت ہوا جب میں اپنے دانتوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر زاہد خان صاحب کے پاس جلنکھم گیا۔ میرے سامنے کے دانت مضبوط ہیں اور میرے اپنے ہی ہیں، کوئی بناوٹی دانت نہیں ہیں۔ صرف میری داڑھیں خراب ہوئی ہیں جن سے چبایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جب یہ حال دیکھا تو بے اختیار ان کے منہ سے یہ بات نکل گئی کہ خرابی صرف داڑھوں میں ہے اور وجہ یہ ہے کہ آپ عادتاً سخت ہڈیاں چباتے رہے ہیں اور ہڈیوں کے دباؤ کی وجہ سے ان کی جڑوں پر اثر پڑا ہے اور وہ ایک دوسری سے الگ ہو گئی ہیں۔

اُس وقت مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمان یاد آیا کہ ہڈیاں نہ چبایا کرو کتوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ دیا کرو۔ اب تک تو میں اس کا یہ مطلب سمجھتا رہا کہ پرانے زمانہ پر اطلاق ہونے والا ارشاد ہے جبکہ آج کل تو امیر ملکوں میں کتوں کو غریب ملکوں کے اکثر انسانوں سے بہتر خوراک ملتی ہے اس لئے اب ان کو انسانوں کی چھوڑی ہوئی ہڈیوں کی کیا ضرورت ہوگی۔ یہی بات اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے خود بھی کہی۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کوئی بات کسی زمانہ میں بھی پرانی نہیں ہوتی۔ دانتوں کی صفائی کے متعلق آپ نے بے حد نصیحتیں فرمائی ہیں۔ پانچ وقت مسواک کرنا اور آج کل نئے طریقے سے مسواک ہوتی ہے مگر بہر حال حکم تو وہی ہے۔ ان کو صحیح رخ میں مسواک کو پھیرنا اوپر اور نیچے۔ بہت ہی باریک انسانی ضروریات کا آپؐ نے خیال رکھا اور کسی چھوٹی سے چھوٹی نصیحت کو بھی نظرانداز نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ داڑھوں کی حفاظت کا راز ہی اس میں ہے کہ ہڈیاں چبانے میں زور نہ لگایا جائے اور اسی کا مجھے نقصان ہوا۔ تو آپ کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کسی نصیحت کو بھی ماضی کی نصیحت نہ سمجھا کریں۔ وہ قیامت تک کے لئے اطلاق پانے والی باتیں ہیں۔

میرے ڈاکٹر صاحب ماشاء اللہ بہت قابل ہیں۔ میں نہیں جانتا اس وقت خطبہ میں شامل ہیں کہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی قابل ڈاکٹر ہیں اور میری بیماری کی ہر رگ کو سمجھتے ہیں مگر

اس کے باوجود بعض ڈاکٹر جو بڑی چوٹی کے ڈاکٹر ہیں اس فن کے ڈاکٹر ہوں یا نہ ہوں، اپنے اپنے علم کے مطابق بہت چوٹی کے ڈاکٹر ہیں، وہ مجھے مشورے لکھتے رہتے ہیں۔ اب یہ کریں، وہ کریں، یہ نہ کھائیں وہ کھائیں، یہ نہ کریں وہ نہ کریں۔ حالانکہ ان کو معلوم نہیں کہ میرے ڈاکٹر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر ہیں اور ان کو کسی مزید مشورہ کی ضرورت ہے ہی نہیں۔ اپنے علم کے لحاظ سے مَیں نے تو ان کو چوٹی کا ڈاکٹر پایا ہے۔ تو ضرورت کوئی نہیں ہے آپ اپنے شوق اور محبت سے مشورے دیتے ہیں ان کا میرے دل میں احساس ہے، قدر ہے مَیں ان کو شکر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن بہتر یہی ہے کہ مشورے نہ دیا کریں۔

اب اس میں ایک لطیفہ بھی ہے کہ ڈاکٹر تو ڈاکٹر، اب عطائی ڈاکٹر جن کو انگریزی میں Quack کہا جاتا ہے وہ بھی مشورے بہت دینے لگ گئے ہیں اور جن میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہر عورت ایک نیا نسخہ بھیج رہی ہے، یعنی جو عورتیں بھی بھیجتی ہیں اور نئی بیماری تجویز کرتی ہیں ان کو دور بیٹھے نہ میرا حال پتہ، نہ ان سے بات کی۔ ان کو نئی نئی بیماری سمجھ آتی ہے۔ وہ کہتی ہیں آپ کو اصل بیماری یہ ہے اس کا اصل علاج یہ ہونا چاہئے جو آپ کے ڈاکٹر صاحب کو سمجھ نہیں آئی۔ اس ضمن میں مجھے دل کی گہرائی سے سب سے پہلے تو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ بہر حال میری صحت کی فکر ہے تو ایسا کرتی ہیں یا ایسا کرتے ہیں۔ تو بہت ہی دل کی گہرائی سے مَیں ان کا ممنون ہوں، جزاکم اللہ۔ لیکن ان کی تخفیف کی خاطر نہیں، محض اس ضمن میں ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے جو حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم سابق امیر لائیلپور ہمیشہ بڑے مزے سے سنایا کرتے تھے۔ اگر اجازت ہو تو وہ لطیفہ بھی سنا دیتا ہوں۔

شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ دلّی میں کوئی مشہور شخص فوت ہوا تو اخبار نویسوں کا جمگھٹ لگ گیا کہ ہمیں بتایا جائے کہ کس بیماری سے فوت ہوا ہے۔ اہل خانہ نے یہ بیان دیا کہ یہی تو مشکل ہے کہ آخری وقت تک بیماری کا پتہ ہی نہیں چلا۔ جو بھی عیادت کے لئے جاتا تھا وہ نئی بیماری تشخیص کرتا تھا اور خواہ مرد ہو، خواہ عورت ہر ایک کو ڈاکٹری علم تھا اور وہ ثابت کرتے تھے کہ علاج غلط ہو رہا ہے اصل بیماری اور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی حال میری بیماری کا ہے۔ لوگوں کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ مجھے کیا تکلیف ہے، کیا بیماری ہے۔ نہ اس فن کے وہ ماہر ہیں تو ان کے مشورے تو مجھے ممنون ضرور کرتے ہیں لیکن میری خواہش یہی ہے کہ اب احباب مجھے میرے دوستوں سے بچائیں۔

اب میں شکریہ کی چند اور باتیں بیان کر دیتا ہوں۔ سب احباب جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو مجھ سے ملنے کے لئے مختلف خاندان آتے ہیں تو بہت سے خاندان ایسے ہیں جو سب اس بات پر روتے رہے ہیں کہ ہمیں تو اپنی فکر ہے نہ اپنے بڑوں کی نہ چھوٹوں کی، صرف آپ کی بیماری کا غم لگا ہوا ہے۔ وہ سارے میرے محسن ہیں جو مجھے دعائیں دیتے ہیں اور جن کے آنسو مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں لیکن کثرت سے ایسے محسن بھی ہیں جو میرے آنسو تو کبھی دیکھ لیتے ہیں مگر مجھے ان کے آنسو دکھائی نہیں دے سکتے۔ لیکن مَیں جانتا ہوں کہ جماعت کی ایک بڑی تعداد ہے جو اسی طرح میرے غم میں روتی ہے اور ان لوگوں کا احسان ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ انہی لوگوں کی دعاؤں کی وجہ سے مَیں نسبتاً پہلے سے بہتر ہوں۔

اب مَیں ایک اور بات بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے ایک ذاتی خادم ہیں اور وہ جماعتی خادم بھی ہیں، وقفِ زندگی کی طرح کام کرتے ہیں۔ ان کا نام بشیر احمد ہے ان کا شکریہ ادا کرنا مَیں پہلے بھول گیا تھا حالانکہ مَیں عید وغیرہ کے موقع پر جو تحائف مثلاً بناتا ہوں اس میں سارا سال یہ اور بشیر مل کے محنت کرتے ہیں اور بعض دفعہ دو ہزار سے بڑھ کر تحائف یہاں اور اسی قدر تحائف باہر ربوہ وغیرہ میں بنانے پڑتے ہیں۔ تو مجھے تحائف دینے میں تو ہر گز کوئی تکلیف نہیں، نہ مالی کمزوری ہے نہ اور کچھ کمزوری ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا کہ تحائف لوگ دیں اور جواباً مَیں تحفے نہ دوں کیونکہ یہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو کچھ تمہیں کوئی پیش کرے اس سے بڑھ کر پیش کیا کرو۔ تو اس لئے مَیں بہ منّت درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے عید وغیرہ کے کوئی تحائف نہ لایا کریں۔ ملاقات کے لئے آئیں، شوق سے آئیں اور جتنے آئیں گے مجھ پر احسان ہوگا کیونکہ میرا وقت اچھا گزرتا ہے مگر تحائف وغیرہ نہ لایا کریں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اب بشیر احمد صاحب کی کہانی سن لیجئے۔ پہلی بار ان کے نانا اسے میرے پاس بطور تحفہ لائے تھے اور میرے بڑے معالج ڈیرہ غازی خان ہی کے ہیں، ان سے معذرت کے ساتھ یہ عرض کر رہا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان کے دستور کے مطابق اس کے چھوٹے سے سر پر تقریباً سات گز کی پگڑی بندھی ہوئی تھی اور عجیب حیرت انگیز حالانکہ دردناک واقعہ تھا جس سے وہ لائے ہیں لیکن وہ دیکھ کر مجھے ہنسی برداشت کرنی مشکل ہو رہی تھی۔ اس نے بہت خدمت کی ہے جماعتی بھی اور میری ذاتی بھی، اتنی کہ مَیں جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے اور مَیں یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ آج تک مجھے جتنے بھی تحفے ملے ہیں ان میں سے یہ بہترین تحفہ ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں ان سب کو یاد رکھیں جن کی روتی ہوئی آنکھیں مَیں نے دیکھی ہیں اور وہ بھی جن کی روتی ہوئی آنکھوں کو مَیں نے نہیں دیکھا لیکن انہوں نے بارہا مجھے اس طرح دیکھا ہے۔

میرے ڈاکٹر صاحب ماشاء اللہ بہت سمجھدار اور اپنے فن میں بہترین ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے مجھ مزید مشوروں کی ضرورت نہیں ہے اس لئے اب مہربانی فرما کر اس بات کو بند کر دیا جائے۔ لیکن ایک بات میری بیماری کی وہ نہ سمجھ سکتے ہیں نہ ابھی تک سمجھ سکے ہیں۔ وہ مجھے ہمیشہ نصیحت کرتے ہیں کہ مَیں اپنے اوپر بوجھ نہ ڈالوں حالانکہ میری بیماری یہی ہے کہ میں بوجھ نہیں ڈال رہا۔ ان کو اندازہ نہیں کہ مَیں نے کتنے بوجھ اٹھائے ہیں، ساری زندگی خدا کے فضل سے کاموں میں گزری ہے اس لئے جس شخص کی ساری زندگی کاموں میں گزری ہو اس کے لئے کام نہ کرنا بوجھ ہے، کام بوجھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کام جو مَیں کیا کرتا تھا ان میں سے چند مثال کے طور پر دیتا ہوں۔

ہومیوپیتھی کلاس تھی اب میں دوبارہ تو نہیں لکھ سکتا، بہت عرصہ لگا ہے اس میں محنت کرنے کا، بہت سے مفید مشورہ دینے والے مشورہ دینے کے لئے آیا کرتے تھے یعنی کلاس بھی ہوتی تھی اس کے لئے اس کی دہرائی بھی ہوا کرتی تھی۔

ترجمۃ القرآن کلاس تھی۔ اب ترجمۃ القرآن کلاس میں بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ یہ صرف جو ماہرین تھے وہی اس کلام میں شامل نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ مختلف خواتین مرد اور عورتیں اس کلاس میں شامل ہوا کرتے تھے اور بہترین مشورے دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر امام صاحب کی بیگم قانتہ بیگم جو غالباً عربی میں گولڈ میڈلسٹ ہیں وہ بہت گہری باتیں بتایا کرتی تھیں اور اسی طرح میری بیٹی فائزہ بھی ماشاء اللہ تعبیر کا اچھا علم رکھتی ہے اور قرآن کریم کی فہم بھی بہت اچھی ہے تو بعض دفعہ وہ بھی بہت ہی اعلیٰ عارفانہ نکتہ بیان کر دیا کرتی تھی۔ تو یہ سارے وہ کام تھے جو پھر میں دہراتا بھی تھا ان کو، جو سپیشلسٹ تھے وہ میرے پاس آیا کرتے تھے ایک تو ان میں سے عامر صاحب ہیں، ایک مومن صاحب ہیں، ایک ہمارے شمس صاحب اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب (ان کا تو حصہ لینا لازم تھا) تو چاروں بارہا میرے پاس اکٹھے ہوئے اور قمر صاحب بھی۔ تو یہ سارے اکٹھے ہوتے رہے اور بار بار دہرائی ہم نے کی ہے۔ اتنی دفعہ دہرائی کی ہے جس طرح جگالی کی جاتی ہے اس طرح ترجمہ کے ہر ہر لفظ پر دہرائی کی ہے اور جو لوگ قرآن کا فہم رکھتے ہیں وہ غور سے پڑھ کے دیکھیں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایسے نکات نظر آئیں گے جو وہ سمجھ جائیں گے کہ اس ترجمہ کی بھی ضرورت تھی۔

اب اس کے علاوہ ہومیوپیتھی کلاس تھی جو دوبارہ اب مَیں ہومیوپیتھک کلاس تو لے نہیں سکتا\ ترجمۃ القرآن کلاس کا ذکر کر دیا ہے۔ اردو کلاس ہوا کرتی تھی۔ پھر مختلف کتابیں لکھنا اور مختلف کتابوں کے ترجمہ کرنے والی ٹیم کے ساتھ بیٹھ کر کام کرنا۔ اب جو مَیں نے کتابوں کے کام کئے ہوئے ہیں اس کے ساتھ مددگار ٹیمیں ہوا کرتی ہیں۔ خاص طور پر جو بائبل کے متعلق ہماری ٹیم ہے اس کا بہت بڑا دخل ہے ہماری بائبل کمنٹری لکھوانے میں جو انشاء اللہ ایک دو سال کے اندر تیار ہو جائے گی تو یہ دنیا کی پہلی کمنٹری ہوگی جو عیسائیوں اور یہودیوں کے جواب میں لکھی گئی ہو اور اس میں Defence نہیں Offence پایا جاتا ہے۔ Offence ان معنوں میں نہیں کہ برا محسوس ہو۔ جو بھی Offence ہے سو فیصدی ان کی کتب سے لیا گیا ہے، ان کے اپنے حوالے سے لیا گیا ہے اور بعض نادان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے کرتے ہیں ان کے جواب بھی یہ ریسرچ ٹیم نکال نکال کر دیتی ہے۔ تو ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور ان کی انچارج نویدہ شاہ صاحبہ ہیں اور جو مشکل حوالہ ہو وہ اور ان کی ٹیم تلاش کر کے ہمیں دے دیتی ہیں۔

درس القرآن ہوتا تھا وہ اس دفعہ مَیں نہیں دے سکا۔ سال بھر میں کم سے کم تین مہینے مختلف ممالک کے دورے کرنا، یہ سارے کام بھی مَیں پہلے شوق سے کیا کرتا تھا۔ اب مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھے سردست اس کی طاقت نہیں ہے۔ اب جس کے اتنے بڑے کام ہوں اور وہ اچانک اس کی زندگی سے نکل جائیں یہ بیماری ہے اور میرے بہت ہی قابل پیارے ڈاکٹر صاحب مجھے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ کام نہ بڑھاؤ۔ یہ غلط ہے، یہ مَیں ان کی بات تسلیم نہیں کر سکتا۔ کام بڑھے تو مجھے فائدہ ہے۔ کام نہ بڑھے تو زبردستی تو بڑھا بھی نہیں سکتا۔ اب یہ سارے کام ہیں، مَیں دوبارہ تو شروع نہیں کر سکتا۔ کیا ایک اور ہومیوپیتھی کتاب لکھوں؟ اس لئے یہ ساری باتیں اب نہیں ہو سکتیں اور ان کا نہ ہونا ہی میری زندگی کا خلا ہے اور یہی خلا میری بیماری ہے۔

اس میں ایک ذکر یہ بھی کردوں کہ ڈاکٹر امتیاز صاحب امریکہ میں ہیں وہ میری ہومیوپیتھی کتاب کا انگریزی ترجمہ کررہے ہیں۔ کیونکہ بہت سے مختلف زبانوں والے بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ہومیوپیتھی کتاب سے استفادہ کی کوئی توفیق ملنی چاہئے۔ تو ڈاکٹر امتیاز صاحب نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کا ترجمہ کررہے ہیں۔ کیونکہ خود ڈاکٹر ہیں ہر قسم کے ڈاکٹری محاوروں کے واقف ہیں اس لئے ان کا ترجمہ بہت معیاری ہے تو ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ ان کو توفیق دے کہ جلد ہی میری زندگی میں یہ کام مکمل ہو جائے تو ہومیوپیتھک سے سارے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے گا۔

اب میں مختصراً بتاتا ہوں کہ میرے کام کا بوجھ گھٹنا ایک بیماری ہے یہ سمجھانے کے لئے مَیں اپنے ڈاکٹر کو ایک مثال دیتا ہوں۔ رہٹ کی مثال ہے جو شخص رہٹ چلاتا ہے رہٹ چلتے وقت شور پڑتا ہے، ایک شور کی آواز پیدا ہو رہی ہوتی ہے اور وہ سو جاتا ہے، اس شور میں اسے نیند آجاتی ہے اور جونہی رہٹ کھڑا ہو اور شور بند ہوا اس کی آنکھ کھل جاتی ہے تو یہ جو رہٹ چلنا بند ہوا ہے میری یہ بیماری ہے۔ اگر کسی طریقہ سے یہ رہٹ چل پڑے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر میری کوئی بیماری باقی نہیں رہے گی۔

ہاں مَیں یہ ذکر بھی کردوں کہ خطبہ تو مَیں دے رہا ہوں مگر نماز مَیں امام صاحب کے پیچھے ہی پڑھوں گا اور ان سے میری درخواست ہے کہ نماز میں میرے لئے لمبی لمبی دعائیں نہ کرائیں بلکہ سیدھی سادی نماز پڑھائیں (اس پر امام صاحب نے اثبات میں سرہلایا تو حضور نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا: امام صاحب مان گئے ہیں کہتے ہیں ٹھیک ہے)۔ اس پر جماعت کو تعجب کوئی نہیں ہونا چاہئے۔ تعجب اس بات پر ہونا چاہئے تھا، پتہ نہیں ہے کہ نہیں، کہ مَیں نے ایک دفعہ باقاعدہ حساب لگا کر دیکھا تھا کہ گزشتہ تینوں خلفاء سے زیادہ مَیں نے باجماعت نمازیں پڑھائی ہیں اور یہ حسابی بات ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔ انتہائی بیماری کے وقت بھی بعض دفعہ نزلہ سے آواز نہیں نکل رہی ہوتی تھی مگر نماز باجماعت کی مجھے اتنی عادت تھی، بچپن سے تھی اور اس ذمہ داری کے بعد تو بہت زیادہ بڑھ گئی کہ جتنی باجماعت نمازیں مَیں پڑھا چکا ہوں اتنی پچھلے تینوں خلفاء کی مجموعی طور پر بھی تعداد نہیں بنے گی تو اور کتنی آپ میرے پیچھے نمازیں پڑھنا چاہتے ہیں۔ اب ایک اور سنت پر عمل کرنے دیں اور وہ سنت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے نبی تھے لیکن غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور استنباط حدیث سے کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک فرمان سے ثابت ہے کہ اس کو نمازیں پڑھائی جائیں گی یعنی غیر نبی، ایک نبی کا امام ہوگا۔ تو اگر اس پر آپ کو تعجب نہیں تو اس پر کیا تعجب ہے کہ یہ خاکپا مسیح موعود کا اگر دوسروں کے پیچھے جو خلیفہ نہ ہوں نہ کچھ اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔ تو اس لئے اب مجھے سردست اسی سنت پر عمل کرنے دیں۔ اور مَیں یہ نہیں جانتا کہ ہمیشہ اسی پر عمل کرنا پڑے گا یا کبھی خدا تعالیٰ یہ بھی توفیق عطا فرمادے گا کہ مَیں خود ہی خطبہ بھی دوں اور نماز بھی پڑھاؤں۔ تو اس لئے مَیں امید رکھتا ہوں کہ احباب اس بات سے زیادہ نہیں گھبرائیں گے اور دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس بیماری کو کلیۃً رفع فرمادے۔

اور میری جو مصروفیات ہیں ان کو مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ کیسے بحال کروں مگر جس قدر بھی ہو سکتا ہے مَیں کوشش کرتا ہوں۔ سیر پر جاتا ہوں، لمبی سیر کرتا ہوں بعض جگہ جاکے اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ ایسے نشان دکھا دیتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے ہاں میں معاف کردیا گیا ہوں اور امید ہے بیماری کم ہو جائے گی۔

ایک چھوٹے سے نشان کا ذکر کرتا ہوں۔ اب وہ بات چھوٹی سی ہے مگر میرے لئے بہت بڑی تھی۔ اسلام آباد میں ایک عورت نے جو اپنے بچوں کو وہاں لے کے آتی تھی وہاں رہتی ہے اس نے میرے جانے سے پہلی رات خواب دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو پیش کررہی ہے اور مَیں اس کو پیار دے رہا ہوں۔ چھوٹا بچہ ہے اب کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اس سے پہلے مَیں کبھی اسلام آباد نہیں گیا تھا۔ وہم بھی نہیں تھا کہ مَیں اسلام آباد جاؤں گا اور بعینہٖ دوسرے دن، رات اس نے خواب دیکھی۔ مَیں اسلام آباد چلا گیا۔ اب وہ حیران رہ گئی مجھے دیکھ کے۔ اس نے مجھے بلا کے کہا کہ دیکھیں آج رات مَیں نے خواب دیکھی تھی تو یہ میرا بچہ ہے اس کو پیار دیں۔ چنانچہ پھر مَیں نے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس بچے کو اٹھا کے گودی میں اس کو پیار دیا۔ تو یہ لوگوں کے لئے تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہونگی مگر مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے اشارے ہیں۔

ایک اور ضمناً، خدا تعالیٰ کی طرف سے جو اشارے ہیں اور میری زندگی کے معاملات خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں سنبھالے ہوئے ہیں، اس کی ایک یہ مثال دیتا ہوں۔ اب یہاں میرے پینے کے لئے گرم پانی نہیں ہے اس لئے کہ رمضان ہے۔ اور اس لئے کہ رمضان میں بیماری میں روزہ رکھنا منع ہے اس کا مجھے بھی علم ہے۔ مگر میرے ڈاکٹر صاحب نے مجھے اجازت دی تھی کہ آپ روزہ بے شک رکھ لیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ ویسے چھوٹا سا روزہ ہے اس میں تکلیف کیا ہونی ہے مگر یہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک نصیحت مجھے یاد آئی کہ جب اللہ رخصت دے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ اور ہرگز زبردستی کرکے اللہ کو خوش کرنے کی کوشش نہ کرو۔

چنانچہ پہلا روزہ میرا اس طرح چھٹا کہ میری نیند ہلکی ہے اور خصوصاً دانت کی تکلیف کی وجہ سے میری جلدی آنکھ کھل جایا کرتی تھی۔ مَیں نے اپنے عزیز سیفی کو کہا، وہ میری بہت خدمت کررہا ہے کہ مجھے روزہ سے پہلے جگا دینا کچھ تہجد کے وقت پر، کچھ نماز کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ بالکل آنکھ نہیں کھلی۔ مَیں نے اٹھ کر دیکھا تو صبح کی نماز کا وقت ہوا ہوا تھا۔ مَیں نے سیفی سے پوچھا کہ سیفی بیٹے تم نے مجھے جگایا نہیں آج۔ اس نے کہا مَیں نے اتنی آوازیں دی ہیں کہ آپ اندازہ نہیں کرسکتے کمرہ کے باہر ہو کے شور مچایا پھر گھر فون کیا، شوکی سے پوچھا کہ تم بتاؤ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس نے کہا اندر جا کے جگائیں۔ اس نے کہا یہ مَیں نہیں کروں گا۔ سویا ہوا آدمی پتہ نہیں کس حال میں سوئے ہوئے ہیں لیکن آوازیں اتنی دے رہا ہوں کہ نچلے لوگوں کو بھی جاگ جانا چاہئے تھا۔ مگر آنکھ نہیں کھلی، عین نماز کے وقت آنکھ کھلی۔ تو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے وہ میری خاطر میرے دل کی تسلی کے لئے کسی اور سے ہو سکے یا نہ ہو سکے مگر میرے دل کی تسلی کے لئے وہ چھوٹے چھوٹے نشان دکھاتا ہے جو میرے لئے بہت بڑے ہیں اور نعمت عظمیٰ ہیں تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ توفیق عطا فرمائی، میں نہیں جانتا کہ کب اور کس طرح تو مَیں خود بھی نماز پڑھا سکوں گا لیکن اگر نہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے مطابق مَیں ہمیشہ اپنے کسی مقتدی کے پیچھے نماز پڑھا کروں گا۔

✡✡✡✡✡✡✡✡

عرب ممالک میں احمدیت کا نور

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

”میں ۱۹۳۸ء میں ولایت سے واپس آتے ہوئے وہاں ٹھہرا تھا۔ جاتی دفعہ تو صرف ایک دن کے لئے ٹھہرا تھا لیکن واپسی پر چند ہفتے ٹھہرا تھا۔ وہاں بعض وکیل اور اچھے پڑھے لکھے لوگ احمدی تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے کوئی دلیل نہیں دیکھی ہمارے سامنے جس وقت ریویو آف ریلیجنز یا کسی اور ذریعہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر آئی تو ہم ایمان لے آئے۔ ہم نے سمجھا کہ اس تفسیر کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ جس قوم کو اور جس جماعت کو اور جس جماعت کے امام کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم قرآن بخشا ہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ میں جب وہاں گیا ہوں شاید ابوالعطاء صاحب بھی وہاں تھے۔ اس وقت تفسیر کبیر ابھی پوری چھپی نہیں تھی لیکن ایک حصے کی طباعت ہو چکی تھی اس میں مقطعات کی تفسیر آچکی تھی۔ میں نے اس کے کھلے کاغذ بغیر جلد کے اپنے ساتھ لے لئے تھے تاکہ جتنی یہ چھپی ہے اسے میں وہاں پڑھتا رہوں گا اور اس سے میں فائدہ اٹھاؤں گا۔ میرا وہاں ایک دو دن ٹھہرنے کا ارادہ تھا وہاں میں نے اپنے دوستوں سے اس بارہ میں ذکر کیا اور اس تفسیر کی خوبیاں زبانی بتائیں۔ چنانچہ ایک دوست جو (اب تو فوت ہو چکے ہیں) بڑے مخلص تھے، بہت اچھی عربی جانتے تھے اور بڑا اچھا ترجمہ کرسکتے تھے وہ مجھ سے کہنے لگے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا آپ ایک دو دن قیام کرنے کے بعد چلے جائیں اور ہم مقطعات کی اس تفسیر سے محروم رہ جائیں اس لئے ہم اس کا ترجمہ کرلیتے ہیں، آپ وقت دیں۔ چنانچہ یہ حصہ تفسیر بھی اچھا خاصہ لمبا ہے۔ ہم صبح بیٹھ گئے اور دن بھر کام کرتے رہے۔ میں اس تفسیر کا ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں ترجمہ کرتا تھا اور وہ میرے بولنے پر عربی میں ترجمہ کرتے جاتے تھے اور میں تو ان کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اردو بھی جانتے ہیں تب ہی تو اتنا صحیح ترجمہ کررہے ہیں۔ اگلے روز بھی وہ اسی جوش میں بیٹھے رہے۔ اس روز شاید جمعہ تھا میں نے جمعہ کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ غرض دو دن میں انہوں نے مقطعات کی ساری تفسیر سیکھ لی۔

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اور تو اور خود عربوں کو بھی عشقِ قرآن احمدیت کے ذریعہ نصیب ہوتا ہے۔ ہماری جماعت کا اگر ایک حصہ اس عشق قرآن سے محروم ہو جائے اور ہم ان کی تربیت میں غفلت برتیں تو پھر ہمارے نظام اور ہمارے عہدیداروں کا اس سے بڑا گناہ اور کوئی نہیں ہو سکتا“۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر جو تفسیر کبیر کے نام سے دس جلدوں میں طبع شدہ ہے۔ اس کی تین جلدیں عربی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ احباب کو چاہئے کہ وہ عربوں میں دعوت الی اللہ کے لئے ان سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ کتب آپ اپنے ملک کے شعبہ اشاعت سے حاصل کرسکتے ہیں۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

دجّالی ہتھکنڈے

تبلیغ عیسائیت کے قابل فکر ذرائع

(غلام مصباح بلوچ - ربوہ)

بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری زمانہ کے متعلق ایک خوفناک آفت اور مصیبت کے خروج کی خبر دی جس کا نام دجال بتایا اور فرمایا کہ یہی وہ زمانہ ہوگا جب صلیبی مذہب اپنے عروج پر ہوگا۔ اس دجال کی زد میں دیگر اقوام کی طرح مسلمانوں نے بھی بری طرح متاثر ہونا تھا۔ لیکن اسی زمانہ میں آپؐ نے ایک نجات دہندہ مسیح و مہدی کی آمد کی بھی بشارت دی جس نے اسلام کو دجالی حملوں سے بچانا تھا۔ چنانچہ آپؐ کی پیشگوئیاں من و عن پوری ہوئیں اور دجال جو صلیبی مذہب کے پادریوں کے فتنے کی صورت میں ظاہر ہوا، نے وہی حملے شروع کرنے شروع کئے جن کی اطلاع آنحضرت ﷺ نے آج سے کئی صدیاں پہلے دی تھی۔ دجال یعنی صلیبی مذہب کے عقائد میں چونکہ اسلامی تعلیم کے مقابلہ کی ہمت نہ تھی اس لئے اس نے ناجائز راہیں اختیار کر کے نہ صرف اسلام کو بلکہ دیگر ادیان عالم کو بھی اپنے اندر سمونے کی کوشش کی۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دجال کی ان خفیہ چالوں اور حملوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں۔ اور خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لئے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں۔..... دنیا کے تمام ایسے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں جنہوں نے دجالیت کا اپنے ذمہ کام لیا تھا۔ تو اس زمانہ کے پادریوں کی دجالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہیں ملے گی۔ انہوں نے ایک موہومی اور فرضی مسیح اپنی نظر کے سامنے رکھا ہوا ہے جو بقول ان کے زندہ ہے اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ سو حضرت مسیح ابن مریم نے خدائی کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ یہ لوگ خود اس کی طرف سے وکیل بن کر خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں اور اس دعویٰ کے سرسبز کرنے کے لئے کیا کچھ انہوں نے تحریفیں نہیں کیں۔ اور کیا کچھ تلبیس کے کام استعمال میں نہیں لائے اور مکہ اور مدینہ چھوڑ کر اور کونسی جگہ ہے جہاں یہ لوگ نہیں پہنچے۔ کیا کوئی دھوکہ دینے کا کام یا گمراہ کرنے کا منصوبہ یا بہکانے کا کوئی طریقہ ایسا بھی ہے جو ان سے ظہور میں نہیں آیا۔

کیا یہ سچ نہیں کہ یہ لوگ اپنے دجالانہ منصوبوں کی وجہ سے ایک عالم پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئے ہیں۔ جہاں یہ لوگ جائیں اور جہاں اپنا مشن قائم کریں ایک عالم کو تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ دولتمند اس قدر ہیں کہ گویا دنیا کے تمام خزانے ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ انگریزی کو مذاہب سے کچھ سروکار نہیں اپنے شاہانہ انتظام سے مطلب ہے مگر درحقیقت پادری صاحبوں کی بھی ایک الگ گورنمنٹ ہے جو بے شمار روپے کی مالک اور گویا تمام دنیا میں اپنا تار و پود پھیلا رہی ہے اور ایک قسم کا جنت و جہنم اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ جو شخص ان کے مذہب میں آنا چاہتا ہے اس کو وہ جنت دکھلایا جاتا ہے اور جو شخص ان کا اشد مخالف ہو جائے اس کے لئے جہنم کی دھمکی ہے۔ ان کے گھر میں روٹیاں بہت ہیں گویا ایک پہاڑ روٹیوں کا جس جگہ رہیں ساتھ رہتا ہے اور اکثر شکم بندہ لوگ ان کی سفید سفید روٹیوں پر مفتون ہو کر رَبُّنَا الْمَسِیْح کہنا شروع کر دیتے ہیں......"۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶۲،۳۶۳)

عیسائیت کے ان خطرناک عزائم سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال پہلے متنبہ کر دیا تھا جن کا اظہار آج خود یہ قوم کر رہی ہے۔ چنانچہ عیسائیت نے اپنی تبلیغ کے لئے کیا کیا حربے استعمال کئے ہیں بلکہ آج تک کرتی چلی آ رہی ہے۔ ایک عیسائی مصنفہ Christina Hole اپنی ایک کتاب میں تحریر کرتی ہیں:

"......Though many undoubtedly embraced Christianity from real spiritual conviction, there were others, and perhaps the majority, who remained pagan in their hearts and adopted the new religion only on the orders of their lord or chief,or from some hope of wordly advantage. Many did not clearly understand the strange doctrine, and a man might well be a baptised Christian and yet retain some secret leaning towards the discarded gods of his fathers. The wiser missionaries realised the great power of old association and these, where they failed to uproot, often tried to adopt and modify. Well-established and loved customs."

(English Custom & Usage. by Christina Hole. p2 second edition, revised 1943-2. Publishers: B.T.Batsford Ltd London. Printed in Great Britain)

یعنی گو کہ بہت سے لوگوں نے صحیح روحانی معنوں میں عیسائیت قبول کی ہے مگر اکثریت ایسے لوگوں کی بھی ہے جنہوں نے عیسائیت کو صرف اپنے سرداروں کے کہنے یا دنیاوی لالچ کی امید سے قبول کیا جبکہ دل سے وہ عیسائی نہ تھے بلکہ اپنے آباء و اجداد کے مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے یہاں تک کہ جس مذہب کو انہوں نے قبول کیا تھا یعنی عیسائیت، وہ اس کے عجیب عقائد (Strange Doctrine) کو صحیح طور پر سمجھتے بھی نہ تھے۔ ایسی صورت حال دیکھ کر سمجھدار مشنریز نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ pagan لوگوں کو جو اپنے مذاہب کی مختلف روایتوں اور رسموں سے محبت ہے جن کی وجہ سے ایسے لوگوں میں عیسائیت کی قبولیت نتیجہ خیز نہیں ہیں۔ اگر ان کی رسموں اور روایات کو کسی حد تک عیسائیت میں رائج کر دیا جائے تو یہ لوگ ان روایات اور تہواروں کی وجہ سے ہی عیسائیت قبول کر لیں گے۔

مصنفہ نے اس بات کے آگے ۶۰۱ء کے پوپ Pope Gragory کے ایک خط کا حوالہ بھی دیا ہے جس کے بعد وہ لکھتی ہیں:

"The wise and human policy outlined in this letter turned many pagan festivals into Christian feast-days."

(English Custom & Usage p.3)

یعنی عیسائیت کی اس پالیسی نے کئی ایک غیر عیسائی تہواروں کو اپنے مذہب میں جگہ دی۔

پھر مصنفہ نے مختلف رسوم و رواج اور تہواروں کا پس منظر اور ان کی موجودہ حالت کا تذکرہ کیا۔ مثلاً کرسمس ڈے کے متعلق لکھتی ہیں:

"Christmas Day is the greatest of all Chriatian Festivals but it is not the oldest, and was not universally observed on Decenber 25th until the fourth century. The feast of the Epiphany was instituted much earlier, and until AD325, the Nativity and the Adoration of the Magi were celebrated together in many places. But if its pagan ancestry be taken into account, the December festival is vary old indeed......The Scandinavian Yule, from which so many of our older Christmas custom sprang, was a Sun festival,..... .This great winter festival of fire and light of new beginnings and lengthening days, was so deeply enshrined in the hearts of the people that they could never been persuaded to give it up entirely. The Church therefore adopted and sanctified it by celebrating our Lord's birth on December 25th, and thus swept away the old Sun-Worship and substituted that of the Holy Child"

(English Customs & Usage p.4)

عیسائی تہواروں میں کرسمس ڈے سب سے بڑا تہوار ہے لیکن یہ اتنا پرانا نہیں اور چوتھی صدی عیسوی تک ۲۵؍دسمبر عالمی سطح پر نہیں منایا جاتا تھا۔ ...... سکنڈے نیوین ممالک کا قدیم تہوار جس میں سے بہت سے ہمارے عیسائی تہوار نکلے ہیں سورج کا تہوار تھا...... رومن تہوار Saturnalia ۱۷؍دسمبر کو شروع ہوتا تھا اور ایک ہفتہ تک جاری رہتا تھا۔ Saturn ایک دیوتا تھا جس کے پیروکار اس کو نہایت مقدس سمجھتے تھے...... اس تہوار پر ایک دوسرے کو مختلف تحائف دئے جاتے تھے۔ موسم سرما میں آگ اور روشنی کا یہ عظیم تہوار نئے اور لمبے دنوں کی آمد کے موقع پر منایا جاتا تھا۔ اس تہوار کا تقدس لوگوں کے دلوں میں اس حد تک تھا کہ کسی طرح بھی ان کو اس تہوار کے ترک کرنے پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ چرچ نے اس تہوار ۲۵؍دسمبر کو مسیح کی پیدائش کے دن کے طور پر اپنا لیا اور اس طرح اس قدیم سورج پرستی کو ختم کر کے مسیح کی عبادت میں بدل دیا۔

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز اینڈ ایتھکس میں لکھا ہے:

"Most of the Christmas customs now prevailing in Europe,or recorded from former times are not genuin Christian customs, but heathen customs which have been absorbed or tolerated by Church."

(Encyclopaedia of Religion & Ethics Vol:III, edited by James Hastings .Printed in Great Britain by Morrison & Gibb Ltd. under the title "Christmas Customs"

یعنی کرسمس کی بہت سی رسمیں جو آج یورپ میں عام ہیں درحقیقت وہ اصل عیسائیت سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ یہ لامذہب لوگوں کی رسمیں تھیں جن کو چرچ نے جذب کر لیا ہے یا انہیں قبول کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

ایک عیسائی مصنف Goa (بھارت) میں قائم عیسائی مشن کے دورے کے حالات قلم بند کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"After that we were fetched and taken to a hall where a ballet was provided for our amusement.It was danced by the children of some Indians whom they had baptized and instructed in the Roman Catholic religion..... After the ballet we remained for some time to listen their music which was entirely Portuguese. Taking leave of our hosts we learned from them that to attract pagans and Muhammadans to the Christian religion they employed this kind of modern devotion as also to amuse the children and entertain them after their studies."

(Goa, Rome of the Orient .page 139-140. by Remy. translated from French by Lancelot C.Sheppard. 1957 Printed in Great Britain by Morrison and Gibb Ltd.London.)

ترجمہ: اس کے بعد ہمیں ایک ہال میں لے جایا گیا جہاں ہماری تفریح کے لئے بیلے ڈانس پیش کیا گیا۔ یہ ڈانس چند بھارتی بچوں نے پیش کیا تھا جن کو انہوں (مشن والوں) نے بپتسمہ دے کر عیسائیت میں داخل کر لیا تھا۔ اس کے بعد ہمیں موسیقی سنائی گئی جو کلی طور پر پرتگالی تھی۔ وہاں سے الوداع ہوتے وقت ہمیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور دیگر غیر عیسائی لوگوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے

کے لئے اس قسم کے ماڈرن طریقے اپنائے گئے ہیں۔ ان اس کے علاوہ بچوں کو پڑھائی کے بعد تفریح مہیا رنا بھی اس کا ایک مقصد ہے۔

☆......☆......☆......☆

خدا تعالیٰ نے عیسائیت کو دنیاوی انعامات سے نوازا ہے لیکن آج یہ ان انعامات کو حاصل کر کے خود خدا ہونے کا منظر پیش کر رہے ہیں اور ان طاقتوں اور قوتوں کو ہتھیار بنا کر عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ براعظم افریقہ میں بھی عیسائیت کی تبلیغ عروج پر ہے۔ ایک عیسائی مصنف نائجیریا کے ایک علاقے میں عیسائیت کی مقبولیت کے متعلق لکھتا ہے:

"Christianity is strongesi among young people unde twenty-five while of those ove forty five more than half are Muslims...... Undoubtedly the additional numbers o Christians among the young are mainly due to the ever-growing demand fo higher education, which a present is still largely providec by the Churches".

(Religion in an African City p4-5 by Geoffre Parrinder,D.D.. Printed in Great Britain 195. by The Camelot Press Ltd.London Southampton)

اس علاقہ میں عیسائیت نوجوانوں میں زیادہ مقبول ہے جبکہ ۴۵ سال سے اوپر عمر والوں میں آدھے سے زیادہ مسلمان ہیں ۔ نوجوانوں میں عیسائیت کے مقبول ہونے کی خاص وجہ اعلیٰ تعلیم کا حصول ہے کیونکہ وہاں کے اکثر بڑے تعلیمی ادارے چرچ کے ماتحت ہیں۔

☆......☆......☆......☆

یعنی چرچ نے ایسے طریقے تبلیغ کے اپنا لئے ہیں کہ اگر لوگ روحانی غذا کے لئے نہ سہی تو مادی غذا کے لئے ہی عیسائیت قبول کر لیں گے ۔ عیسائیت کی ان دجالی چالوں کا مقابلہ آج تمام عالم میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ نہایت کامیابی سے کر رہی ہے۔

ایک مضمون نگار Nisid Hajari ٹائم میگزین میں اپنے ایک مضمون بعنوان God vs. the Cadres میں ویتنام میں عیسائیت کے فروغ کے متعلق لکھتا ہے:

"Among Vietnam's 7 millior ethnic minorities, conversion: to Protestantism hav skyrocketed in recent years.... Around 80% of the nev believers, who conside themselves "Evengelicals" ar minorities from 20 of the 5 officially recognized languag groups. Missionaries have ha their greatest success with th Hmong, one of the largest an poorest of the north westernhi tribes."*(The weekly Time Vol.154 No.10 September 13 1999. Page 21)*

ویتنام کے ستر ہزار مذہبی اور لسانی اقلیتوں میں پروٹسٹنٹ ازم کو قبول کرنے والوں کی تعداد حالیہ سالوں میں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہے۔ تقریباً ۸۰ فیصد نووار دین عیسائیت جو اپنے آپ کو Evanglicals کہتے ہیں ، وہ اقلیتیں ہیں جن کا تعلق سرکاری طور پر مقبول ۵۴ لسانی گروپوں میں سے ۲۰ گروپوں سے ہے۔ مشنریز کو (تبلیغ عیسائیت میں) بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ خاص طور پر ویتنام کے شمال مغربی پہاڑی قبائل میں۔ اور ان قبائل میں سے بھی سب سے بڑے اور سب سے زیادہ غریب قبیلہ Hmong میں یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

Hmong قبیلہ ویتنام سے الگ ہو کر اپنی علیحدہ حکومت اور ریاست بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ صاحبِ مضمون نے ایک سکالر کے الفاظ لکھے ہیں کہ "The Hmong have always wanted their own homeland" جبکہ ویتنام حکومت نے اس بات پر کبھی کوئی توجہ نہیں دی۔ موجودہ تبلیغ عیسائیت کے متعلق مضمون نگار لکھتا ہے:

"The identity of those pushing the new message only sets off more alarm bells. American Evangelicals figure prominently among the dozens of misionary organisations that broadcast sermons to the montagnards on short-wave radio, often in trible dialecta. The more zealous among them have reportedly promised the Hmong that if they accept Christianity,they too will have their own homeland as well as the wealth for which Americans are envied".

("Time". September13 1999 page 21)

امریکن مشنریز درجنوں کی تعداد میں ویتنام کے پہاڑی قبائل (Montagards) میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ تبلیغ کا ذریعہ خطبات ہیں جو ریڈیو پر نشر کئے جاتے ہیں۔ پرجوش عیسائی مبلغین نے Hmong قبیلہ کو یہ وعدہ بھی دیا ہے کہ اگر وہ عیسائیت قبول کر لیں تو ان کو ان کا الگ وطن بھی دیا جائے گا اور ساتھ ہی دولت کے ساتھ بھی نوازا جائے گا۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے امریکن مشنریز بطور سفیر بن کر آئے ہیں۔

صاحبِ مضمون عیسائی مشنریز کی اس قسم کی مساعی کا نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں:

'In fact, such efforts may end up pushing more Hmong into the arms of the church."

("Time" Sept 13,1999. page 21)

یعنی چرچ کی یہ کاوشیں Hmong قبیلہ کو بالآخر اپنی بانہوں میں لے سکتی ہیں۔

یہ ایک جھلک تھی دجال کے حملوں اور حیلوں کی۔ پس پردہ نہ جانے کیا کیا چالیں مخفی ہیں۔ بہرکیف عیسائیت کا اپنی تبلیغ کے لئے مندرجہ بالا ذرائع اختیار کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ درحقیقت عیسائی تعلیم ایسی نہیں کہ وہ اسلام کا مقابلہ کر سکے اور نہ ہی وہ ایسی ٹھوس اور مطابق فطرت ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ صلیبی مذہب ایسے حیلوں اور چالوں سے فروغ پانے کی کوشش کر رہا ہے۔

مشرقی ممالک میں عیسائیت کا ورود نئی بات نہیں ۔ ابتدائے عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری تھوما (Thomas) سب سے پہلے ان ممالک میں تبلیغ عیسائیت کے لئے آئے تھے۔ ان کا طریق تبلیغ آج کی تبلیغ عیسائیت سے بالکل مختلف تھا لیکن مذہبی اصولوں کے عین مطابق تھا۔ لیکن پندرھویں صدی میں جب مغربی ممالک نے مشرقی ممالک میں قدم جمائے تب سے تبلیغ عیسائیت کے یہ نئے ذرائع وجود میں آئے ہیں۔ ایک مصنف عیسائی ذرائع تبلیغ کے متعلق ایک عیسائی پرتگالی شاعر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"These measures had called forth the greatest of Portuguese poets, Camoens, the severe condemnation:

"You who usurp the title of the messengers of God, do you think you are following St. Thomas".

(Asia and Western Dominance by K.M.Panikkar .Page 381.printed in Great Britain by Simson Shand Ltd. 1954 Second Publication)

(تبلیغ عیسائیت کے) ان پیمانوں نے پرتگال کے سب سے بڑے شاعر Camoens کو سخت مذمت پر مجبور کیا کہ "تم کہ جنہوں نے خدا کے پیغمبر ہونے کے لقب پر قبضہ کیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم سینٹ تھامس کی پیروی کر رہے ہو"۔

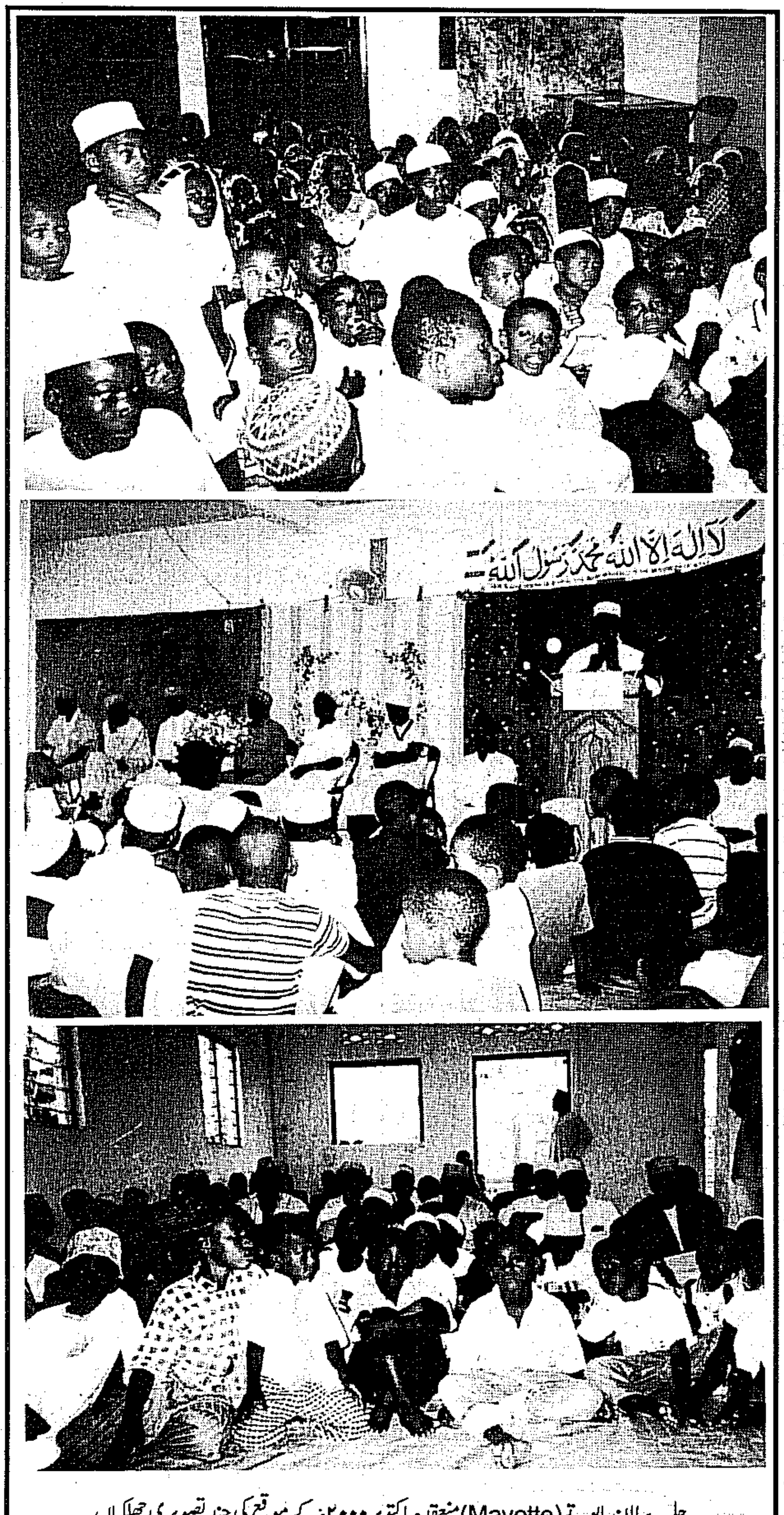

جلسہ سالانہ مایوٹے (Mayotte) منعقدہ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے موقع کی چند تصویری جھلکیاں

ہومیو پیتھی طریق علاج کے ذریعہ

خدمت خلق اور حیرت انگیز شفا کے

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

نمبر ۲

آپ کے تجربہ میں بھی ایسے غیر معمولی شفا کے ایمان افروز واقعات ہوں تو اپنے ملک کے امیر صاحب یا مبلغ سلسلہ کی تصدیق اور توسّط سے ہمیں بھجوائیں تا کہ وہ بھی الفضل کے ذریعہ ریکارڈ میں محفوظ ہو جائیں۔(مدیر)

☆......مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ بورکینافاسو (مغربی افریقہ) لکھتے ہیں:۔

"ہمارے ہومیو پیتھی کلینک میں ایک خاتون بڑی بُری حالت میں آئی۔ زرد رنگ، آنکھوں میں شدید وحشت تھی۔ پوچھنے پر بتایا کہ اسے قے کی تکلیف ہے۔ ہر روز ۲۰ سے ۲۵ مرتبہ قے ہوتی ہے۔ اور اس کی زندگی عذاب بنی ہوئی ہے۔ چونکہ وہ عورت حاملہ تھی اس نے بتایا کہ اس سے قبل بھی حمل کے دوران اس کی یہی حالت ہوتی تھی۔ جب بھی یہ حالت ہوئی گھر والوں نے ہسپتال اور گھر کے چکر لگائے۔ جب مرنے کے قریب ہو جاتی تو ہسپتال لے جاتے جہاں گلوکوز کی ڈرپس مسلسل کئی کئی ہفتے لگتی تھیں۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو واپس گھر لے آتے۔ ڈیلیوری تک مسلسل یہی تکلیف دہ صورتحال رہتی ہے۔

خاکسار نے اس کی حالت کو دیکھ کر مروّجہ دوائی اپیکاک (Ipecauce) ۳۰ طاقت میں دی۔ تین دن کے بعد واپس آئی تو بتایا کہ کوئی فرق نہیں ہے۔ اس پر مَیں نے حضور ایدہ اللہ کا نسخہ اپیکاک، آرسنک، پلسٹیلا اور کوکولس ملا کر ۳۰ طاقت میں دیں۔ واپس آئی تو اس نے بتایا کہ بہت معمولی فرق ہے لیکن وہ مطمئن نہیں تھی۔ خاکسار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ اچانک ایک روایت جو خاکسار نے پاکستان میں سنی تھی یاد آگئی۔ ہمارے ایک احمدی ہومیو پیتھ ڈاکٹر صاحب نے خاکسار کو بتایا تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ نے ایک دوائی تیار کی ہے جس کا نام پپلی (Pipli) ہے اور وہ ایسی قے کے لئے بہت مفید ہے۔ چونکہ خاکسار نے کسی میٹریا میڈیکا میں اس کے متعلق نہیں پڑھا تھا، نہ ہی اس کے متعلق معلومات تھیں، نہ ہی کبھی استعمال کروائی تھی۔ صرف ایک روایت تھی جس کی میرے پاس کوئی تصدیق بھی نہ تھی۔ چنانچہ اس روایت کی بنا پر Pipli 6C نکالی اور دوائی بنا کر مریضہ کو دے دی۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ خاتون بہت خوش خوش آئیں اور بتایا کہ جب سے اس نے یہ دوائی استعمال کی ہے ایک دفعہ بھی قے نہیں ہوئی۔ نیز خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاتی ہے۔ اس نے بتایا کہ مَیں تو دوبارہ زندہ ہوگئی ہوں۔

الحمدللہ کہ اس مریضہ کا پورا عرصہ حمل خداتعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی تکلیف کے بخیریت مکمل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نے ایک صحتمند بچے کو جنم دیا۔

کچھ عرصہ بعد وہی خاتون خاکسار کے پاس ایک نسخہ لے کر آئی اور بتایا کہ وہ میٹرنٹی ہوم گئی تھی چیک اپ کے بعد ڈاکٹر نے بتایا کہ خون کی کمی ہے لہذا یہ دوائیں استعمال کرو۔ یہ نسخہ لے کر آپ کے پاس آئی ہوں اور بتایا کہ جب سے اس نے ہومیو پیتھی علاج کیا ہے اس کا دل نہیں کرتا کہ وہ کوئی اور دوائی استعمال کرے۔ خاکسار نے اسے بتایا کہ ہمارے امام ایدہ اللہ کا ایک نسخہ جو حمل کے دوران ٹانک کا کام دیتا ہے ہمارے پاس موجود ہے وہ آپ استعمال کریں۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئی اور وہی نسخہ استعمال کیا"۔

☆......☆......☆......☆

☆...... اسی طرح ہمارے ریجنل مشنری مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"خاکسار جس شہر میں رہتا ہے یہاں کے میئر ایک گاؤں میں ایک تقریب میں گئے۔ کار سے اتر کر ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ بیٹھ گئے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے بتایا کہ دائیں ٹانگ مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ صرف چند قدم چل سکتا ہوں۔ بہت دیر سے یہ تکلیف ہے۔ کافی علاج کروایا لیکن افاقہ نہیں۔ گاؤں والوں نے کہا کہ کیا آپ احمدیہ مشنری کے پاس گئے ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ گاؤں والوں نے کہا کہ وہاں جائیں۔ وہ میئر خاکسار کے پاس آئے تو خاکسار نے اس کو کاسٹیکم (Causticum) ۲۰۰ طاقت میں بنا کر دی۔ چند دنوں کے بعد وہ میئر بہت خوش ہمارے مشن میں تشریف لائے اور دس کلو مچھلی کا تحفہ پیش کیا اور کہنے لگے کہ اب تو مَیں دوڑ سکتا ہوں۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: تربیت اولاد از صفحہ ۱۳

کے لحاظ سے اچھا اثر نہیں کیا تو پھر عورتوں پر کیا توقع ہے۔ ہم تعلیم نسواں کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو ایک اسکول بھی کھول رکھا ہے مگر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے دین کا قلعہ محفوظ کیا جائے تا بیرونی باطل اثرات سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سواء السبیل، توبہ، تقویٰ و طہارت کی توفیق دے"۔(بدر ۲۴ر مئی ۱۹۰۸ء)

پس ہمارے لئے لازم ہے کہ اولادوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم دیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں انہیں اسلامی آداب، اسلامی اخلاق سکھائیں، آداب محفل بتائیں، نمازوں کی پابندی کی عادت ڈالیں، آداب گفتگو بتائیں، بڑوں کا ادب سکھائیں، دیانتداری کی عادت ڈالیں، فرائض منصبی کی ادائیگی محنت کش لوگوں کو نفع پہنچانا، لوگوں سے حسن معاملہ کرنا، خدا کی محبت ان کے دلوں میں ڈالنا، دین کے لئے مالی قربانی، جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، والدین کی خدمت، رشتہ داروں سے حسن سلوک، جھوٹ سے نفرت غرضیکہ تمام بنیادی اسلامی تعلیمات سے انہیں آگاہ کرنا اور یہ سارے تربیتی امور خود پیدا نہیں ہونگے اس کے لئے والدین کو محنتی بننا ہوگا کوشش کرنی ہوگی اور سب سے ضروری بات کہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دعا کرنے کی عادت ڈالنا ہوگی۔

بعض والدین نہایت سخت گیر ہوتے ہیں اور بچے کو مارنا پیٹنا ان کا معمول ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بعض والدین بچوں کو بے جا لاڈ پیار کرتے ہیں کہ بچے بگڑ جاتے ہیں۔ صحیح راستہ ان دونوں کے درمیان ہے ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا تو امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بلایا اور ایک بڑی دردانگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا:

"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت سے اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کرلیتا ہے اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچے کو سزا دے یا چشم نمائی کرے...... جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کرلیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اول:...... اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق دے۔

دوم:...... پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین (اولاد) عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم:...... پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم:...... پھر اپنے مخلص دوستوں کے نام بنام۔

پنجم:...... اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵،۴)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں: "جب تک اولاد کی خواہش محض اس لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خداتعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے"۔(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۷۰)

خداتعالیٰ ہم سب کو یہ فرض منصبی احسن رنگ میں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں جماعت کی طرف سے موجود ذرائع کا استعمال کریں جن میں سب سے اہم ذریعہ ایم ٹی اے (MTA) ہے۔ اگر اس کے ساتھ اپنا اور بچوں کا تعلق قائم کرلیں تو انشاء اللہ وہ اس معاشرے میں اسلامی اقدار کے محافظ ہونگے۔ خود بھی اور بچوں کو بھی اس بات کا عادی بنائیں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں دعائیہ خطوط باقاعدگی سے لکھتے رہیں۔ پھر جماعت کی طرف سے آپ کی ملکی زبانوں میں لٹریچر آپ کے بچوں کے زیر مطالعہ ہونا چاہئے اور جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ بچوں کو شامل کریں۔ خدمت کا جب بھی موقع ہو بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو پیش کریں۔ جب بچوں میں دلچسپیاں جماعتی ماحول اور پروگراموں میں مرکوز رہیں گی تو وہ ایک محفوظ قلعہ میں رہیں گے اور ہم سب کی یہ تمنا ہو اور خواہش ہو کہ جب خدا کے حضور ہماری حاضری کا وقت آئے تو یہ شعر ہم پر بھی صادق آئے۔

یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا

دو کوٹھیاں

برائے فروخت

نزد ائیرپورٹ۔ اسلام آباد (پاکستان)

رابطہ

عبدالشکور بٹ۔ ہمبرگ جرمنی

Tel & Fax

(040) 791 44322

فلیمش بولنے والے افراد کے ساتھ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس سوال وجواب

(مرتبہ: نصیر احمد شاھد - مبلغ بلجیم)

مورخہ ۳ر جون ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فلیمش بولنے والے مہمانوں کے ساتھ مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں اکثریت بلجئن لوگوں کی تھی۔ اس کے علاوہ افریقن اور عرب بھی شامل تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے انگریزی زبان میں سوالات کے جواب ارشاد فرمائے اور ترجمانی کا شرف مکرم ہبۃ النور فرہاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ کو حاصل ہوا۔ اردو دان احباب کے استفادہ کے لئے اس نہایت مفید اور دلچسپ مجلس سوال وجواب کے بعض سوال اور ان کے جواب اختصار کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں۔

☆......☆......☆......☆

سب سے پہلے سوال کرنے والے نے پوچھا کہ **"عیسیٰؑ اور عیسائیت کے بارہ میں آپ کا کیا تصور ہے؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیحؑ ایک انسان تھے۔ خدا نے انہیں پیدا کیا تھا۔ ہاں ان کی پیدائش بغیر باپ کے معجزانہ پہلو رکھتی ہے۔ وہ خدا کے نبی تھے اور انسانوں کے لئے خدا کی طرف سے سچا پیغام لے کر آئے تھے۔

عیسائیت کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کو عیسائیت کا نام دیا گیا ہے لیکن پولوس نے ان کی تعلیم کو محرف و مبدل کر دیا۔ مسیحؑ نے تثلیث کا لفظ تک استعمال نہیں کیا، انجیل میں اس کا ایک بھی حوالہ نہیں۔ تو یہ پولوس کی ایجاد ہے اور اُس نے یہ ایجاد صرف رومن امپائر کو اپنا متبع بنانے کے لئے کی۔ ان میں چونکہ توہم پرستی پائی جاتی تھی لہذا پولوس کی عیسائیت وہاں بہت جلد پھیلی اور بعد میں کیتھولک کو یہ عیسائیت وراثت میں ملی۔ عیسائیت کی دوسری آئیڈیالوجی (Idiology) جو کیتھولک سے مختلف ہے وہ خود مسیح کی دی ہوئی تعلیم ہے جس کو ماننے والے Nazarites کہلاتے ہیں اور ظہور اسلام کے بعد ان کی اکثریت مسلمان ہوگئی۔ اس کے علاوہ پروٹسٹنٹ ہیں اور بعض دیگر گروپس۔

اسی سوال کرنے والے نے پوچھا کہ **خدا کی طرف لے جانے والے متعدد راستے ہیں اس کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟۔**

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بے شک خدا کی طرف جانے والی متعدد راہیں ہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ جس راہ پر بھی ایمان اور اخلاص سے کوئی چلے خدا تعالیٰ اپنے تک پہنچنے میں اس کی مدد کرے گا۔ مسیحؑ سے پہلے بھی خدا کی ہدایت اور مدد سے خدا کی طرف لوگ اخلاص و وفا سے جایا کرتے تھے۔

☆......☆......☆......☆

کیا غیر مسلم کی موت پر دعا کرنا جائز ہے اور کیا وہ جنت میں جائے گا؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اسلام اطاعت الٰہی، امن والا اور دوسروں کو امن دینے والا مذہب ہے۔ یہ دلچسپ نظریہ "اسلام" نام میں ہے۔ اگر اندرونی امن نہ ہو تو خدا کی رضا وہاں ناممکن ہے۔ اندرونی امن رکھنے والا ہی اسلام کے مطابق انسانیت کے لئے دوسروں تک امن کو پہنچائے گا۔ جب کوئی یہ کرے گا تو صحیح معنوں میں مسلم کہلائے گا۔

☆......☆......☆......☆

ایک خاتون نے سوال کیا کہ **اگر بیوی مسلمان ہو جائے تو کیا شادی قائم رہے گی؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ طلاق نہ ہوگی، شادی قائم رہے گی۔

☆......☆......☆......☆

احمدیوں اور بلجئن لوگوں کے باہمی تعلقات کے بارہ میں استفسار پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ احمدیوں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ معاشرہ میں کوئی مسئلہ نہیں۔ ہمارے ہمسائے امن میں ہیں۔ بچوں سے ہمارے بچوں کے اچھے تعلقات ہیں۔ کبھی بھی مسائل یا مشکلات کا سامنا نہیں ہوا۔ نہ احمدی خود ڈرگز (Drugs) استعمال کرتے ہیں، نہ اس کام میں ملوث ہیں، نہ دوسروں سے اس معاملہ میں کوئی تعلق ہے۔ پُرامن ہیں اور جاننے والے اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ عمدہ ہمسائے ہیں اور اچھے شہری ہیں۔

☆......☆......☆......☆

ایک سوال کوسوو (Kosovo) کے بارہ میں ہوا کہ **اس جنگ میں مسلم ممالک کا کردار کیسا رہا؟**

اس پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس جنگ میں مسلم ممالک نے شرکت نہ کی۔ دولت کے باوجود کوسوو کے مسلمانوں کی کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ مدد نہ کر سکے۔ ان کی بجائے مغربی ممالک آگے آئے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس بات کی سیاسی وجوہات کیا تھیں۔ انہوں نے مصیبت میں کوسوو والوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس کی تعریف کی جانی چاہئے۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا تو کوسوو بالکل ختم ہو جاتا۔ اب خدا کے فضل سے مشکلات و مصائب سے گزر کر وہ لوگ محفوظ ہیں۔

☆......☆......☆......☆

کیا کوئی مسلمان چرچ میں جا کر بپتسمہ کی تقریب میں شامل ہو کر بچے کے لئے دعا کر سکتا ہے اور وہاں قرآن پڑھ سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، وہ کر سکتا ہے۔ مگر چرچ میں مسیح کی عبادت نہ کرے گا اور نہ ہی مسیح سے دعا کرے گا۔ بلکہ مسیح کے خدا کی ہی عبادت کرے گا اور اسی خدا سے دعا کرے گا۔

☆......☆......☆......☆

پوپ نے کہا ہے کہ ابتداء کائنات اور زندگی کی ابتدا کے بارہ میں تحقیق ہونی چاہئے۔ اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: قرآن کے مطابق صاحب عقل لوگ کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں اور نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ خود بخود نہیں ہے۔ اس کے پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہے۔ اس کو ڈیزائن کرنے والا کوئی ہے۔ مثلاً کائنات میں کشش ثقل کی قوت میں جو حکمت ہے یہ سائنسی تحقیق سے معلوم ہوئی۔ اور پھر ایک سے دوسری تحقیق کی طرف ایک نہ ختم ہونے والا سفر ہے۔ یہ سفر خدا کی طرف اور خدا میں ہے۔ مگر سائنس دان اسے سمجھتے نہیں۔ حالانکہ وہی عظمت خدا کی تحقیق کر رہے ہیں۔ اگر عیسائی یہ تحقیق کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

☆......☆......☆......☆

فلپائن میں ہونے والے ہائی جیکنگ کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال ہوا کہ **خدا پُرامن ہے تو مسلمان اپنے دینی خیال کیوں زبردستی ٹھونستے ہیں؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کسی قسم کی کسی بھی دہشت گردی (Terrorism) کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی اپنا ظاہری تعلق اسلام سے بتائے اور دہشت گردی اور زبردستی بھی کرے تو ہم اس فعل سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

احمدیت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ احمدیت اسلام سے الگ ایک مذہب نہیں ہے۔ احمدیت وہ حقیقی اسلام ہے جس میں زبردستی نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو امن کی علامت ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ایک نام احمد تھا جو امن اور محبت کا مظہر تھا۔ اور اسی بنا پر حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے جماعت کا نام احمدیت رکھا تا اس سے اس اسلام کی تشریح مراد ہو جو پُرامن مذہب ہے۔

☆......☆......☆......☆

احمدیت اور بنیاد پرست مسلمانوں میں فرق کے بارہ میں سوال پر حضور انور نے فرمایا:

وہ مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق مسیحؑ یہود کا مصلح تھا۔ اور اس کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں وہ دو ہزار سال سے آسمانوں پر ہے۔ آخری زمانہ میں اس نے رجوع کرنا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کتنی دور آسمانوں میں بیٹھا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ درمیان میں۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے اگر وقت کا حساب لگائیں تو دس ملین Light Years کے سفر کی ضرورت ہے۔ اور اتنا ہی وقت واپسی کے لئے درکار ہے۔ یوں کتنا فضول سا خیال بن جاتا ہے۔ اصل میں آج کا مسلمان ایسے جاہل ملانوں کی پیروی میں ہے جو سائنس کی ABC بھی نہیں جانتے۔ اندھے پن میں آنکھیں بند کئے لوگ ان ملانوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ لہذا بنیاد پرست لوگ اسی موسوی مسیح کی واپسی کے منتظر ہیں جو آکر مسلمانوں کو درپیش مسائل سے بچائے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیروکاروں میں سے کوئی فرد امت کو بچا نہیں سکتا اور صرف یہود کا مسیح ادھار لیا جائے گا۔ یہ خیال قابل ردّ اور قابل نفرین ہے۔ ان (بنیاد پرستوں) کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں عقیدہ رکھیں۔

ہم احمدی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ مصلح روحانی لحاظ سے اور اپنے کاموں کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ سے مشابہت کی وجہ سے عیسیٰ کہلائے گا۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ نے محبت، نرمی اور Persuasion سے اپنا پیغام پھیلایا۔ ایسے ہی آنے والا مسیح بھی تلوار کی حاجت کے بغیر کام کرے گا اور احمدیت بالکل ایسے ہی کر رہی ہے۔ باوجود مصائب مشکلات کے جو دشمنوں کی طرف سے پیدا کی جارہی ہیں پُرعزم ہو کر اور محبت اور امن اور ایمان کے ساتھ احمدی ساری دنیا میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اسی لئے ہم بانئ سلسلہ احمدیہ کو روحانی لحاظ سے مسیح اور عیسیٰ کہتے ہیں۔ دوسرے پہلو سے آپ امام مہدی ہیں جس کے ظہور کی پیشگوئی آخری زمانہ کے لئے آنحضرت ﷺ نے کی تھی۔ یوں ایک پہلو سے آپؑ مسیح ہیں اور دوسرے پہلو سے امام مہدی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں اور بھی بہت سے اختلافات ہیں۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Liligation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson

Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

جانے کے بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ حضرت مسیح نے کہا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے گا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ نبوکد نضر نے بنی اسرائیل کو فلسطین کے علاقہ سے نکال دیا تھا۔ اور مختلف علاقوں میں پھیلا دیا تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ بھیڑیں آسمان پر گئی تھیں۔ اگر مسیح سچا تھا اور یقیناً سچا تھا تو وہ ضرور ان کی تلاش میں گئے ہونگے اور انہیں پیغام دیا ہوگا۔

☆......☆......☆......☆

ایک عرب مہمان نے سوال کیا کہ ہم (مسلمان) تو جنت میں جائیں گے عیسائیوں اور دوسرے لوگوں کا کیا بنے گا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: یہ تو خدا کا اختیار ہے جسے چاہے جنت میں بھیجے۔ قرآن کریم میں آیا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے خواہ عیسائی ہوں یہودی ہوں یا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتے ہوں وہ جنت میں جائیں گے۔ اس کے بعد اگر مسلمان یہ سمجھیں کہ صرف وہی جنت میں جائیں گے تو یہ جرم ہوگا۔

اس تبلیغی مجلس میں مہمانوں کی کل تعداد ۷۶ تھی جن میں ڈچ مہمانوں کے علاوہ رشین، بنگالی اور سری لنکا کے مہمان بھی شامل تھے۔

جماعت احمدیہ تنزانیہ کی طبی خدمات

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمن بشیر)

۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے الٰہی اذن سے "نصرت جہاں آگے بڑھو" سکیم کی بنیاد رکھی تھی۔ آج اس کے اثرات پورے افریقہ میں محسوس کئے جارہے ہیں۔ ارض بلال کی تعلیمی اور طبی میدان میں خدمت کے جس عزم کا اظہار کیا گیا تھا اس کی ایک جھلک ہمارے سکولوں اور ہسپتالوں پر افریقن عوام کے بے پناہ یقین اور اعتقاد کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ایک لاکھ پاؤنڈ کے ابتدائی سرمایہ سے شروع کی جانے والی سکیم پر اب تک زر کثیر خرچ کیا جا چکا ہے۔ محدود وسائل کے باوجود اس بابرکت سکیم نے جو عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے وہ جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کے سچے جذبے اور پرخلوص لگن کی دلیل ہے۔

گیمبیا کے ایک کنارے سے نائیجریا کے دوسرے کنارے تک اور ممباسہ کینیا کے ساحلوں سے لے کر مورو گورو، تنزانیہ کی خوبصورت وادیوں تک ہر جگہ جماعت احمدیہ کے واقفین ڈاکٹرز اور اساتذہ کی خدمات کے انمٹ نقوش ثبت ہیں۔ ابتداء میں اگرچہ ہمارے سکول اور ہسپتالوں کو بڑے غریبانہ انداز میں شروع کیا گیا تھا مگر اب خلافت رابعہ کے دور میں انہیں جدید خطوط پر استوار کیا جارہا ہے۔ بدلتے ہوئے حالات اور تیز رفتار ترقی سے ہم آہنگ کرنے کے لئے جدید آلات مہیا کرنے کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے۔ واقفین ڈاکٹرز کو ٹریننگ کے مختلف کورسز پر بھجوانے کا سلسلہ شروع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کے یہ ادارے علمی عظمت اور طبی شفاء کا حیرت انگیز نشان بن جائیں گے۔

تنزانیہ میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ۱۹۸۸ء کے دورہ میں افریقن عوام اور ان کے نمائندوں نے جماعت احمدیہ کی تعلیمی اور طبی خدمات کے دائرہ کو ان کے ملک تک وسیع کرنے کی عاجزانہ درخواست کی تھی جو حضور انور نے شفقت سے منظور فرمائی اور مورو گورو میں ایک جدید ہسپتال قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ اپنے اسی دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے اس پروجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھا۔ بہت بڑے سرمایہ سے تعمیر ہونے والی یہ خوبصورت اور دلکش عمارت دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی جس کا تنزانیہ کے وزیر اعظم نے افتتاح فرمایا اور افریقہ میں جماعت احمدیہ کی عظیم خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ شروع ہی سے یہ ہسپتال خواص و عام کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ تیس بستروں پر مشتمل ہسپتال کی عمارت پہاڑوں کے دامن میں سرسبز و شاداب علاقے میں واقع ہے۔

موجودہ دور میں محترم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ کی قیادت میں اس ہسپتال کی سہولیات میں مزید اضافے کا ایک جامع پروگرام بنایا گیا ہے۔ نومبر ۲۰۰۰ء کے پہلے ہفتہ میں محترم امیر صاحب نے علاقے کے معززین کی بڑی تعداد کی موجودگی میں ہسپتال کی تعمیر نو کا اعلان فرمایا۔ موجود حاضرین نے بیحد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے علاقہ کی ترقی میں سنگ میل قرار دیا اور امیر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہسپتال کو مزید بہتر بنانے کے لئے تجاویز پیش کیں۔ بعد ازاں انچارج ہسپتال مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب نے مکرم امیر صاحب اور معززین علاقہ کو ہسپتال کا راؤنڈ کروایا اور موجود سہولیات کا تعارف کروایا۔

مورو گورو ٹاؤن میں واقع جماعت احمدیہ کے دوسرے ہسپتال میں الٹرا ساؤنڈ اور ای سی جی یونٹس کا افتتاح بھی نومبر کے پہلے ہفتہ میں عمل میں آیا۔ لوکل جماعت کے دو سب سے قدیم بزرگوں نے افتتاح فرمایا اور اس کی کامیابی کے لئے دعا کی۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر قائم ہمارے طبی اداروں کو معجزانہ شفا کا عالمگیر نشان بنادے اور ہمارے واقفین ڈاکٹرز کی روح القدس کے ساتھ تائید فرمائے۔ آمین

آسٹریلیا میں جینز کے معائنہ کے لئے قوانین کا مطالبہ

یورپ اور امریکہ کی اکثر ریاستوں میں Genetic Testing کے لئے قوانین بنائے جا چکے ہیں لیکن ابھی تک آسٹریلیا میں ایسے قوانین رائج نہیں ہوئے۔ اب یہاں حال ہی میں کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں جینز کو ٹیسٹ کیا گیا ہے اور ان کے نتیجہ میں حصول ملازمت، قرضہ و بیمہ وغیرہ کے معاملات میں امتیازی سلوک روا رکھے جانے کی شکایت پیدا ہوئی ہیں۔ اس لئے کئی انجمنوں اور افراد نے مطالبہ کیا ہے کہ جینز کے معائنہ سے متعلق قوانین بنائے جائیں۔

جو واقعات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں ان میں ایک ایلن بینٹ کا ہے۔ وہ جہاز میں پائلٹ ہیں اور مراتھن دوڑوں میں اکثر حصہ لیتے ہیں لیکن ان کو ورثہ میں اپنے والد سے ایسے جینز ملے ہیں جن کی وجہ سے خطرہ ہے کہ ان کو ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس سے وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو جائیں اور مستقل طور پر کرسی نشین ہونا پڑے۔ انہوں نے ۱۹۹۶ء میں بیمہ کی پالیسی کے لئے درخواست دی اور جب بیمہ کمپنی کے مطالبہ پر انہوں نے اپنے جینز کو ٹیسٹ کروایا اور اپنی کمزوری کا علم ہوا تو کمپنی نے بیمہ کرنے سے انکار کر دیا۔

دوسرا کیس ایک ایسے چونتیس سالہ نوجوان کا ہے جسے بینک نے قرضہ دینے سے محض اس کے جینز کی بنیاد پر انکار کر دیا۔

اسی طرح ایک اٹھارہ سالہ نوجوان کو اپنے ناقص جینز کی بنا پر ملازمت دینے سے انکار کر دیا گیا۔ اس نے بھرتی کرنے والے افسر کے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی مگر وہ اپیل ہار گیا۔ پھر اس نے دوسری اپیل جب کی تو اسے اس شرط پر نوکری دی گئی کہ ریٹائرمنٹ پر ملنے والے فنڈ کو خاصہ کم کر دیا جائے گا۔ اس نوع کے اور بھی کئی معاملات سامنے آئے ہیں جن میں بعض افراد کو صحت کی حالت میں ہونے کے باوجود مستقبل کا امکانی مریض متصور کر کے بعض حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ جینز کے معائنہ کے قوانین جاری کئے جائیں تا کہ کسی کے ساتھ بلاوجہ زیادتی نہ ہو۔

(مرسلہ: خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ ۱۶

خدارا! آیئے باہم مل کر اپنے مستقبل کو ترتیب دیں۔ علماء کرام سے اپیل ہے کہ حق کا پرچار نہایت جاذب، آسان اور جذبات کو ملحوظ رکھ کر کریں۔ اختلافی عوام کو چاہئے کہ وہ نہایت حوصلہ، وسعت قلبی اور غور سے مسائل پر توجہ دیں۔ اختلاف پھیلانے والے لوگوں سے دست بستہ اپیل ہے کہ وہ اپنے مفادات کو قومی بقاء، سلامتی اور اتحاد پر مقدم نہ سمجھیں اور اس بات کا احساس کر لیں کہ کہیں قوم نفرت کی آگ میں نہ جل جائے۔ جلانے والے اور بھی بہت ہیں۔ لہٰذا اپنے گھر کو اپنے ہاتھوں سے آگ لگانے سے گریز کیا جائے"۔

جماعت کو قرآنی انوار سے حصہ لینا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"آپ میری اس بات کو یاد رکھیں کہ جب تک ہم قرآن کریم کو مضبوطی سے نہ پکڑیں، اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز نہ بنائیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک ہم اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور جماعت احمدیہ قائم ہوئی"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء)

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

جرمنی بھر سے تمام دنیا میں بالخصوص پاکستان سفر کرنے والوں کے لئے خوشخبری

پی آئی اے، گلف، امارات اور دوسری ہوائی کمپنیوں کے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت کے لئے پیش پیش۔ ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے اپنے سفر کے پروگرام کو قبل از وقت ترتیب دیں اور بکنگ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ حج اور عمرہ کی بکنگ جاری ہے

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

Dieselstr.20 , 64293 Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 —— Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

مغربی معاشرہ میں رہنے والے والدین کا اہم فرض

تربیت اولاد

(وسیم احمد سروعہ۔ مبلغ سلسلہ بوسنیا)

خدا تعالیٰ نے مومنوں کو قرآن کریم میں ایک نہایت پیاری دعا سکھائی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ان الفاظ میں فریاد کریں اور دعا مانگیں:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ جَعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔(الفرقان:۷۵)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

موجودہ دور میں جہاں انسان کو زندگی کی ہر طرح کی سہولتیں حاصل ہیں ہر طرح کے آرام حاصل ہیں وہاں پریشانیاں بھی بہت ہیں، مسائل بھی بہت ہیں اور وہ لوگ جو اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق گزارتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں بہت سے مسائل سے بچا لیتا ہے۔ آج کے دور کا ایک اہم مسئلہ تربیت اولاد ہے۔ آج کے دور میں یورپی ممالک میں رہنے والے والدین، امریکہ، کینیڈا میں بسنے والے لوگ اس بات سے زیادہ فکر مند ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو اس مغربی معاشرہ کی زہریلی فضا سے کس طرح بچا کر رکھیں۔ ظاہر ہے سب سے بنیادی ضرورت تعلیم کی خاطر بچوں نے یہاں اسکول جانا ہوتا ہے اور ان کا اچھا خاصا وقت وہاں خرچ ہوتا ہے اور ہمارے بچے اسکولوں میں ان بچوں کے ساتھ پڑھتے ہیں جو اس زہر آلود معاشرے کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں۔ پس والدین کا فرض ہے کہ وہ گھروں میں بچوں کو اس رنگ میں راہنمائی کریں کہ باہر کا ماحول ان پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ اس زہر آلود معاشرے سے دفاع کی صورت کا اہتمام گھروں پر ہونا چاہئے اس کے لئے والدین کو محنت کرنا ہوگی، بچوں کو وقت دینا ہوگا اور ان کے لئے باقاعدگی سے دعا کرنا ہوگی۔ ان کے لئے مناسب تفریح کا انتظام کرنا ہوگا تاکہ انہیں کسی قسم کی کمی کا احساس نہ ہونے پائے۔ بچوں کا جماعت سے اور قریب جو بھی مرکز ہو اس سے رابطہ مضبوط ہونا چاہئے۔ وہ بچے جن کا جماعت سے باقاعدہ رابطہ نہیں ہوتا ان کی ہیئت کذائی بدل جاتی ہے اور ان میں اور وہ بچے جو مرکز سے رابطہ رکھتے ہیں ان میں ایک واضح فرق نظر آتا ہے۔

آغاز میں خاکسار نے ایک قرآنی دعا کا ذکر کیا تھا جو مومن خدا سے مانگتے ہیں۔ جب ہم قرآن کریم اور احادیث کا مطالعہ اس مضمون کے حوالے سے کرتے ہیں تو ہمیں رہنمائی کے لئے بے شمار اصول ملتے ہیں جن پر عمل کے نتیجے میں ہم بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارے نبی کریم ﷺ پر ہزار ہزار درود ہوں کہ آپؐ نے اپنی امت کی ہر کام میں راہنمائی فرمادی ہے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں آپ نے وقت بتادیا کہ کب تربیت شروع کرنی ہے۔

"حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر سختی کرو اور اس عمر میں ان کے بستر بھی الگ کردو"۔

(ابوداؤد باب متٰی یؤمر الغلام بالصلوٰۃ)

تربیت کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ جس بات کی تلقین کرو پہلے خود اس پر عمل کرو۔ وہی تربیت کار آمد اور دیرپا ہوگی جس میں کہنے والا پہلے خود عمل کرنے والا ہوگا۔ بچوں میں نقل کی عادت ہوتی ہے اگر گھروں میں ماں باپ نماز کا اہتمام کرنے والے ہونگے تو بچے ان کی دیکھ دیکھی سات سال سے پہلے ہی نماز شروع کر دیں گے اور دس سال تک یہ عادت پختہ ہو چکی ہوگی پھر سختی کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ بچے بڑے ہو کر وہی بنیں گے جو والدین انہیں بنائیں گے دراصل آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث کا بھی یہی مطلب ہے جس میں آپؐ نے فرمایا:

"ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنالیتے ہیں"۔(مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطر)

ایک عیسائی کا بچہ عیسائی کس طرح بنتا ہے؟ وہ اپنے والدین کو دیکھتا ہے ان سے اثر لیتا ہے قریبی ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ یا ایک یہودی کا بچہ کس طرح یہودی بنتا ہے وہ اپنے والدین اور ماحول کا اثر لیتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ بچہ جب بڑا ہوتا ہے تو اس کے والدین تب اسے عیسائی یا یہودی بناتے ہیں۔ یہی کیفیت ایک مسلمان کے بچے کی ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان دو اور بائیں کان میں اقامت کہو۔ گویا پیدائش کے بعد پہلا کلمہ جو اس کے کان میں پڑے وہ اَللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر ہو کہ آئندہ زندگی میں اس کے لئے پیغام ہے کہ اللہ کو اولیت دینی ہے۔

جب ہم اس مسئلہ پر مزید غور کریں تو پتہ چلے گا کہ تربیت کا آغاز اصل میں بچے کے آغاز سے قبل ہی شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے مباشرت کرتے وقت یہ دعا مانگے "بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطٰن وجنب الشیطان ما رزقتنا"۔ اللہ کے نام کے ساتھ اے میرے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور اس بچے کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔ جو تو ہمیں عطا کرے۔ اگر ان کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوا تو شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(بخاری کتاب الدعوات باب ما یقول اذا اتی اهله)

وہ والدین جو خلوت کے وقت بھی خدا کو یاد رکھیں اور خلوص نیت کے ساتھ یہ دعا مانگیں ان کی اولاد لازماً ان کی اس غیر معمولی نیکی اور اس عاجزانہ دعا سے حصہ پاتی ہیں۔ دنیا کا نفسیاتی تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ مرد و عورت کے خلوت کے وقت کے جذبات سے اولاد ضرور متاثر ہوتی ہے۔ پس شادی شدہ جوڑوں کے لئے لازم ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں اس دعا کو یاد کریں اور خلوص نیت کے ساتھ آئندہ ہونے والی اولاد کے لئے خداوند تعالیٰ سے عرض کریں۔

آنحضرت ﷺ کا ایک اور زریں ارشاد ہے جو دراصل اس مسئلہ کی کنجی ہے۔ آپ نے بیوی کے انتخاب کے لئے بھی ہمارے لئے ایک سنہری اصول بیان فرمایا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے ورنہ تیرے ہاتھ خاک آلود رہیں گے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین)

یہ کتنا پیارا اصول ہے کہ نیک اولاد کے لئے نیک بیوی کا انتخاب کرو۔ ایسی عورت کے ساتھ تعلق جوڑو جو دیندار اور بااخلاق ہو۔ لازمی بات ہے کہ اچھی ماں کا اثر اولاد کے اخلاق و عادات پر پڑتا ہے۔ بچے بچپن کا اکثر وقت والدہ کے ساتھ گزارتے ہیں باپ تو کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔ تو شروع میں بچہ جو ماں سے سیکھے گا اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالے گا۔ آنحضور ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر ماں نیک ہوگی تو اس کی تربیت اولاد کو جنت کا حق دار بنادے گی۔

انسان اپنی اولاد کے لئے بہت کچھ کرتا ہے۔ دنیاوی آسائشوں کے سامان ہوتے ہیں۔ بیمار ہو تو ماں باپ علاج پر توجہ کرتے ہیں۔ بچہ اگر کھانا کم کھائے تو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے کہ کیا وجہ ہے اور اس کو دور کرنے کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ مختلف تحفے دئے جاتے ہیں۔ سب سے بہترین تحفہ جو ہمیں اولاد کو دینا چاہئے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا:

اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ تحفہ نہیں جو ماں باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب فی ادب الولد)

آج کے زمانے میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی قیادت جماعت احمدیہ کے سپرد کی ہے۔ ساری دنیا کو اسلام کا پیارا اور امن بخش پیغام ہم نے پہنچانا ہے۔ کروڑوں افراد ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کو اس کے لئے تیار کرنا ہوگا۔ ہمارے سامنے آنحضور ﷺ کے بتائے ہوئے سنہری اصول موجود ہیں۔ ہمارے سامنے اس زمانے میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا نمونہ موجود ہے۔ پس جہاں والدین دنیا کی تعلیم کا فکر کرتے ہیں اور انتظام کرتے ہیں وہاں ابتداء سے ان کی دینی تعلیم کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ بچے جب سکول سے واپس آتے ہیں تو انہیں وقتاً فوقتاً پوچھنا چاہئے کہ وہاں کیا پڑھا، کس موضوع پر بات ہوئی۔ یورپ میں تو یہ عام ہے کہ اسکولوں میں اسلام پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنے بچوں کی مناسب راہنمائی کریں تو وہاں وہ جواب دے سکتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ان کا علم بھی بڑھتا رہے گا۔ پھر والدین کو بچوں کے دوستوں کا بھی علم ہونا چاہئے۔ صحبت کا اثر بہت ہوتا ہے اگر اچھی صحبت ہوگی تو اچھا اثر ہوگا، بری صحبت ہوگی تو برا۔ اس لحاظ سے بھی ہمیں اپنے بچوں کی رہنمائی کرنی ہوگی۔ کہ وہ کس قسم کے دوست بنائیں اور یہ رہنمائی بغیر تفریق کے سب بچوں کو ہونی چاہئے یعنی لڑکوں اور لڑکیوں کو۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اس معاشرے میں رہتے ہوئے آپ کا تعلق بچوں سے دوستانہ ہو۔ وہ آپ سے کھل کر ہر موضوع پر بات کر سکیں تاکہ آپ پھر مناسب راہنمائی کر سکیں۔ ابتداء سے دینی تعلیم کے سلسلہ میں حضرت امام زمان سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہمیشہ یاد رکھنے کے لائق ہے جو آپ نے وفات سے دس روز پیشتر ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"حدیث ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مَیں پہلے مردوں کا ذکر کرتا ہوں کہ قبل اس کے جو اسلام کی حقیقت معلوم ہو اور اس کی خوبیاں معلوم ہوں پہلے ان علوم (دنیاوی علوم) کی طرف مشغول ہو جانا سخت خطرناک ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دین سے بالکل آگاہ نہ کیا جائے اور صرف مدرسے کی تعلیم دی جائے تو ایسی باتیں ان کے بدن میں شیر مادر کی طرح رچ جائیں گی۔ پھر سوائے اس کے اور کیا ہے کہ وہ اسلام سے پھر جائیں۔ عیسائی تو بہت کم ہوں کیونکہ تثلیث و کفارہ اور ایک انسان کو خدا ماننے کا عقیدہ ہی کچھ ایسا لغو ہے کہ اسے عقیل و فہیم قبول نہیں کر سکتا البتہ دہریہ ہو جانے کا بہت خطرہ ہے۔ پس ضرورت ہے کہ پہلے روز ساتھ ساتھ روحانی فلسفہ پڑھایا جائے۔ جب آج کل کی تعلیم نے مردوں پر مذہب

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلك فی نحورهم ونعوذبك من شرورهم۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

روزنامہ "الفضل" ربوہ کا سالانہ نمبر ۹۹ء

روزنامہ "الفضل" ربوہ نے اپنے سالانہ نمبر ۱۹۹۹ء کا انتساب صحابہ رسول ﷺ کے نام کیا ہے۔ نہایت عمدہ مضامین اس شمارہ کی زینت ہیں اور صحابہ کرام کے روشن کردار کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کے دل میں اللہ ہی اللہ ہے۔ انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص ان سے محبت کرے گا تو وہ دراصل میری محبت کی وجہ سے کرے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا دراصل وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا۔ جو شخص ان کو دکھ دے گا اس نے مجھ کو دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ دیا اس نے اللہ کو دکھ دیا۔ اور جس نے اللہ کو دکھ دیا اور ناراض کیا تو ظاہر ہے وہ اللہ کی گرفت میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "دنیا میں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی تعلقات جیسے ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے تعلقات۔ دوسرے روحانی اور دینی تعلقات۔ یہ دوسری قسم کے تعلقات اگر کامل ہو جائیں تو سب قسم کے تعلقات سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور یہ اپنے کمال کو تب پہنچتے ہیں جب ایک عرصہ تک صحبت میں رہے۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جماعت صحابہؓ کی تھی اس کے یہ تعلقات ہی کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ جو انہوں نے نہ وطن کی پروا کی اور نہ اپنے مال و املاک کی اور نہ عزیز و اقارب کی۔ یہاں تک کہ اگر ضرورت پڑی تو انہوں نے بھیڑ بکری کی طرح اپنے سر خدا کی راہ میں رکھ دیئے"۔

صحابہؓ کا تعلق باللہ اور ذوق عبادت

روزنامہ "الفضل" ربوہ کے سالانہ نمبر ۹۹ء میں مکرم عبدالستار خان صاحب کے قلم سے ایک تفصیلی مضمون میں صحابہ رسولؐ کے تعلق باللہ، ذوق عبادت اور دلگداز دعاؤں کا بیان ہے۔

صحابہ کرام نے توحید باری تعالیٰ کی خاطر المناک مشکلات کو برداشت کیا، مال اور اولاد کی قربانیاں دیں، وطن سے بے وطن کئے گئے، معاشرتی بائیکاٹ کا نشانہ بنے لیکن توحید کے علم کو بلند سے بلند تر کرتے چلے گئے۔

ایک صحابیؓ کے بارہ میں آنحضور ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ نماز پڑھائیں تو اپنی قراءت کو قل ھو اللہ احد پر ہی ختم کرتے ہیں۔ جب اُن سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس میں اس اللہ تعالیٰ کی صفت (احد) کا ذکر ہے اور مَیں اس کا پڑھنا محبوب رکھتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اُس کو بتادو کہ اللہ تعالیٰ بھی اُس کو محبوب جانتا ہے۔

آنحضور ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے تلوار سونت لی کہ جو کہے گا کہ حضورؐ وفات پاگئے ہیں، مَیں اُس کا سر قلم کردوں گا۔ سیدنا حضرت ابوبکر تشریف لائے اور آنحضور ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دینے کے بعد کہا کہ آپؐ کی زندگی کیا اچھی تھی اور موت بھی کیا اچھی ہے۔...... پھر صحابہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا کہ وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہوچکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ خدا زندہ ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ نے فرمایا ہے وَمَا مُحَمَّد اِلَّا رَسُوْل قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل۔

صحابہؓ کو نماز باجماعت کی ادائیگی کا بے حد خیال رہتا۔ نماز کا وقت ہوتا تو صحابہؓ اپنے تمام کام چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے جاتے۔ قرآن کریم نے انہی کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت، خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ کئی کمزور اور معذور صحابہؓ دوسروں کا سہارا لے کر مسجد پہنچتے۔ اگرچہ بارش میں آنحضور ﷺ نے اجازت دی ہوئی تھی کہ نماز گھر پر پڑھ لی جائے لیکن صحابہؓ پھر بھی مسجد پہنچ جاتے۔ کئی بار بہت بہت دیر تک مسجد آکر آنحضور ﷺ کا انتظار کرتے تاکہ آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کرسکیں۔ محبوب سے محبوب چیز بھی اگر نماز میں خلل انداز ہوتی تو اُن کی نظر میں مبغوض ہو جاتی۔ حضرت ابو طلحہؓ ایک روز اپنے بہت خوبصورت گھنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا شاخوں میں پھنس گئی جس سے آپؓ کی نماز سے توجہ ہٹ گئی اور یاد نہ رہا کہ کتنی رکعات پڑھ لی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد باغ کو صدقہ میں دیدیا۔ اسی طرح ایک اَور صحابی کی توجہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے ہوئے پھل سے لدے ہوئے درختوں کی طرف منتقل ہوگئی تو نماز سے فارغ ہوکر سیدھے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر باغ کو صدقہ میں پیش کردیا جو پچاس ہزار پر فروخت ہوا۔

حضرت عمرؓ کو جس روز گہرا زخم لگا جس سے آپؓ کی وفات ہوئی تو اگلی صبح نماز فجر آپؓ نے اسی حالت میں ادا کی کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا۔

حضرت خبیبؓ کو شہید کرنے کیلئے جب حرم سے باہر لایا گیا تو آپؓ نے کفار کی اجازت سے دو نفل نماز پڑھی اور فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ مجھے موت کا خوف ہے تو مَیں نماز کو لمبا کرتا۔ پھر یہ اشعار پڑھے کہ مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں جان دے رہا ہوں۔ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ مَیں قتل ہوکر کس پہلو پر گروں گا۔ اور یہ بات خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ایک ایک ٹکڑے میں برکت رکھ دے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آکر جب ہجرت کا ارادہ کیا تو رئیس مکہ ابن الدغنہ نے آپؓ کو یہ کہہ کر پناہ دی کہ تم سا آدمی جلاوطن نہیں کیا جاسکتا، تم مفلس و بے نوا کی دست گیری کرتے ہو، قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو، مہمان نواز ہو...... چنانچہ اُس کی ضمانت پر آپؓ واپس تشریف لے آئے گھر میں ہی مسجد بناکر وہاں نمازیں پڑھنے لگے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ لیکن جلد ہی کفار نے ابن الدغنہ پر دباؤ ڈالا آپؓ کی عبادت کی وجہ سے کفار کے بیوی بچے آپؓ کی طرف راغب ہورہے ہیں۔ چنانچہ ابن الدغنہ نے آپؓ سے کہا کہ آپؓ کے طرز عمل سے اہل مکہ کو شکوہ ہے کہ اس طرح اُن کی عورتیں اور بچے مسلمان ہوجائیں گے اسلئے آپؓ یہ طریق چھوڑ دیں اور اندر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھا کریں ورنہ مجھے اپنی حفاظت واپس لینی پڑے گی۔ آپؓ نے جواب دیا کہ آپ اپنی حفاظت بے شک واپس لے لیں، مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ کی حفاظت ہی کافی ہے۔

حضرت عمرؓ نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان ہوتا اور خشوع و خضوع و رقّت کی وجہ سے آپؓ رونے لگتے اور ہچکی بندھ جاتی۔

غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر پہرہ دیتے ہوئے ایک صحابی نے نماز شروع کردی تو ایک مشرک وہاں آیا اور انہیں ایک تیر مارا، پھر دوسرا پھر تیسرا تیر مارا تو اس صحابی نے پھر اپنے ساتھی کو جگایا جو قریب ہی سو رہے تھے۔ مشرک بھاگ گیا تو ساتھی نے پوچھا کہ آپؓ نے مجھے پہلے کیوں نہ جگایا۔ فرمایا کہ مَیں نے ایک ایسی سورۃ شروع کر رکھی کہ اسے ختم کئے بغیر مَیں نے پسند نہ کیا کہ نماز ختم کردوں اور اگر اس پہرہ داری کے فریضہ کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوتا تو خواہ میری جان چلی جاتی مَیں اس سورۃ کو پورا کئے بغیر نماز ختم نہ کرتا۔

ابوعثمان نہدی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے سات دن حضرت ابوہریرہؓ کی مہمانی کا فخر حاصل ہوا۔ گھر میں تین افراد تھے، ابوہریرہؓ، آپکی بیوی اور ایک خادم۔ رات کو انہوں نے تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ میں ایک فرد عبادت کرتا تھا۔ جب وہ سونے لگتا تو دوسرے کو اٹھادیتا اور جب دوسرا سونا چاہتا تو تیسرے کو اٹھادیتا۔

آنحضرت ﷺ نماز تہجد میں لمبی سورتیں پڑھا کرتے اور طویل رکوع و سجود فرماتے۔ کئی صحابہؓ کو آپؐ کے ساتھ تہجد میں شریک ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ ایک رات آپؐ نے مسجد میں نماز تہجد پڑھی تو لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ دوسری رات بھی بہت سے صحابہؓ شامل ہوئے۔ تیسری رات صحابہؓ انتظار کرتے رہے لیکن آنحضور ﷺ نماز تہجد کے لئے مسجد تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے صحابہؓ کے ذوقِ عبادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: مَیں اس بات سے ڈرا کہ تم پر یہ عبادت فرض نہ ہو جائے۔

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ہم اس شدت کی گرمی میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نمازیں ادا کیا کرتے تھے کہ زمین پر پیشانی لگانا مشکل ہوا کرتا تھا۔ بعض صحابہؓ کپڑا بچھا کر سجدہ کرتے۔

ایک صحابی حضرت عبداللہؓ بن عمرو کو آنحضور ﷺ نے ساری ساری رات عبادت میں بسر کرنے اور روزانہ روزہ رکھنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تُو ایسا کرے گا تو تیری جان کمزور ہوجائے گی۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری اہلیہ کا بھی تجھ پر حق ہے۔ بے شک روزہ بھی رکھو، افطار بھی کرو، عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔

ایک روز آنحضرت ﷺ نے دو ستونوں کے درمیان ایک رسّی بندھی ہوئی دیکھی تو معلوم ہوا کہ ام المومنین زینبؓ نے باندھی ہے تاکہ جب عبادت کرتے ہوئے وہ تھک جائیں تو اس کا سہارا لے لیں۔ آنحضور ﷺ نے رسّی کھلوادی اور فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اس وقت تک عبادت کرنی چاہئے جب تک نماز میں اُس کا دل لگا رہے۔

اسی طرح ایک صحابیہؓ کے بارہ میں علم ہوا کہ ساری رات سوتی نہیں اور عبادت کرتی ہے، فرمایا: اتنا عمل کرو جتنے کی طاقت ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے سے تھکتا نہیں، تم ہی تھک جاؤ گے۔

صحابہؓ کو اذان دینے کا اس قدر شوق تھا کہ بعض اوقات ان میں قرعہ ڈالا جاتا۔

بعض صحابہؓ آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنی قوم کے پاس جاتے اور وہاں وہی نماز پڑھاتے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد تھا کہ عورتوں کو رات کے وقت مسجد جانے سے نہ روکو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں کئی مسلمان عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی نماز ادا کرتیں۔ پھر (نماز کے بعد) اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اور (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی انہیں پہچانتا نہ تھا۔

صحابہؓ کے توکل کا معیار بھی نہایت بلند تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنتے ہی حضرت اسامہؓ فوج کے ساتھ کو شام کی طرف اُس مہم پر روانہ کردیا جس کیلئے آنحضورؐ نے اپنی زندگی میں حکم دیا تھا۔ بعض صحابہؓ کی کسی دوسری رائے کو قبول نہیں فرمایا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے مدائن پر حملہ کیا تو دریائے دجلہ میں طغیانی تھی۔ کشتیوں کا انتظام نہ ہوسکا تو مجاہدین نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے اور اس طرح دوسرے کنارہ پر پہنچے کہ نہ کوئی شخص ڈوبا نہ کوئی چیز گم ہوئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
15/01/2001 – 21/01/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 15th January 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.109, Final Part
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.114 ®
02.05 Messiah 2000 Zion City Conference – Part 4, 2nd Half: Conference Exhibition
02.50 Urdu Class: Lesson No.42 ®
04.10 Learning Chinese: Lesson No.196 ® With Usman Chou Sahib
04.40 Documentary: Luxor, Egypt.
04.55 Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.18 Produced By MTA Pakistan
06.55 Dars Ul Quran: (1998)
08.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.114 ®
09.25 Urdu Class: Lesson No.42 ® By Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.102
13.10 Rencontre Avec Les Francophones
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.180
16.20 Children's Class: Lesson No.110, Part 1
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.43
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.115
20.30 Turkish Programme: Various Items
21.00 Rohani Khazaine: Programme No.17, Pt 1 Quiz about Braheen e Ahmadiyya
21.25 Rencontre Avec Les Francophones ®
22.20 Homeopathy Class: Lesson No.180 ®
23.25 Learning Norwegian: Lesson No.102 ®

Tuesday 16th January 2001

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.110, Part 1®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.114 ®
02.15 MTA Sports: Kabadi Final Rahmat A vs Rahmat B
03.15 Urdu Class: Lesson No.43 ®
04.15 Learning Norwegian: Lesson No.102 ®
04.45 Documentary: Invention of the Wheel Produced by MTA Pakistan
05.05 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: Lesson No.110, Part 1 ®
07.15 Pushto Programme: Friday Sermon Rec.26.11.99, With Pushto Translation
08.10 Rohani Khazaine: Prog.No.17/Part 1 ® Quiz on Brahin e Ahmadiyya
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.114 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.43 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Le Francais C'est Facile: Lesson No.3
13.00 Bengali Mulaqat Rec: 21.03.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.150
16.00 Documentary: Invention of the wheel ®
16.25 Children's Corner: Hifz e Ashar
16.40 Les Francais C'est Facile: Lesson No.3 ®
17.05 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class: Lesson No.44
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No 116
20.35 MTA Norway: Exhibition, Part 2
21.05 Bengali Mulaqat: With Hazoor
22.05 Hamari Kaenat: Part 75 Topic: Life
22.30 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.150 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.3 ®

Wednesday 17th January 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Hifze Ishaar No.5 ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.116 ®
02.05 Bengali Mulaqat: Rec.21.03.00 ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.44 ®
04.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.3 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.150 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Hifze Ishaar No.5 ®
07.00 Swahili Programme: F/S. - Rec.20.09.96 With Swahili Translation
08.10 Hamari Kaenat: No.75 ®
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.116 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.44 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Urdu Asbaaq Lesson No.22 Presented by Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
13.00 Atfal Mulaqat: With Huzoor
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.151
16.00 Urdu Asbaq: Lesson No.22 ®
16.35 Children's Corner: Science Club Topic: Large Animals
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.45
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.117
20.30 MTA France: Q/A Session with Huzoor
21.05 Atfal Mulaqat: Rec.15.03.00 ®
22.00 Kehkay Shaan: 'The Holy Quran' Presented by Nafees Ahmad Attique Sahib
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.151 ®
23.30 Urdu Asbaq: Lesson No.22 ®

Thursday 18th January 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Science Club ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.117 ®
02.15 Atfal Mulaqat: With Hazoor ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.45 ®
04.25 Urdu Asbaq: Lesson No.22 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.151 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Science Club ®
06.55 Sindhi Programme: Various Items
08.30 Kehkay Shaan: 'The Holy Quran' ®
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.117 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.45 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Turkish: Lesson No.2, Pt 2
13.00 Q/A Session With Hazoor
13.40 Documentary: Islamic Spain
13.55 Bengali Service: F/Sermon Rec: 04.11.94 With Bangali Translation
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.181
16.05 Children's Corner: Hifze Ashaar – No.7
16.30 Children's Corner: Program Waqf-e-Nau
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.10 Urdu Class: Lesson No.46
19.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.118
20.30 MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan
21.50 Quiz History of Ahmadiyyat No.69 Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.181 ®
23.35 Learning Turkish: Lesson No.2, Pt 2 ®

Friday 19th January 2001

00.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
00.45 Children's Corner: Hifze Ashaar No.6 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.118 ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.46 ®
04.10 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.30 Learning Turkish: Lesson No.2, Pt 2 ®
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.181 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Hifze Ishaar No.6 ®
07.05 Quiz; History of Ahmadiyyat No.69 ®
07.45 Saraiky Programme: F/S Rec.07.04.00 With Siraiky Translation
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.118 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.46 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
11.25 Bengali Service: Various items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: From London
14.00 Documentary: Safr Hum Nay Kiya Place: Shangla
14.35 Majlis e Irfan: Rec;24.03.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.30 Friday Sermon: ®
16.30 Children's Corner: Class No.37, Part 2 Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.15 Urdu Class: Lesson No.47
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.119
20.25 Interview: With Adam Khan Sahib
21.00 Documentary: Safar Hum Nay Kiya ®
21.35 Friday Sermon: ®
22.35 Quiz Programme: MTA Pakistan
23.05 Majlis Irfan: With Hazoor ®

Saturday 20th January 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.37, Part 2 ®
01.10 Friday Sermon: By Hazoor ®
02.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.119 ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.47 ®
04.20 Computers for Everyone: Part 82 Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
05.00 Majlis e Irfan: ®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50 Children's Class: No.37, Part 2 ®
07.20 MTA Mauritius: Children's Class
08.30 MTA Qadian: Waqfeen e Nau Programme
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.119 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.47 ®
11.05 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Seerat un Nabi (saw)
13.05 German Mulaqat: Rec.18.03.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Quiz: Khutabat-e-Imam
15.55 Children's Class: With Huzoor
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class: Lesson No.48
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.120
20.55 Arabic Programme: Khuddam Item Produced by MTA Kababir
21.20 Children's Class: Rec.18.03.00
22.25 MTA Qadian: Waqfeen e Nau Item ®
23.05 German Mulaqat: Rec.18.03.00 ®

Sunday 21st January 2001

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.120 ®
02.05 Canadian Horizons: Children's Class No.64 Hosted By Naseem Mehdi Sahib
03.05 Urdu Class: Lesson No.48 ®
04.35 Seerat un Nabi ®
04.45 Children's Class: With Hazoor ®
06.05 Tilawat, News, Preview
07.00 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.15 German Mulaqat: ®
08.10 Chinese Programme: Part 24 Islam Amongst Religions
09.45 Urdu Class: Lesson No.48 ® By Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese: Lesson No.197 With Usman Chou Sahib
13.10 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
14.10 Bengali Service: Various Programmes
15.10 Friday Sermon: From London ® Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.25 Children's Class: Lesson No.110 Final Part
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.49
19.20 Interview: Sheikh Rehmatulla Sahib
20.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.121 Rec: 28.12.95
21.35 Dars Ul Quran (1998), Rec:02.01.98
22.55 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, January 12, 2001 | Issue No. 2

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

"مولانا عبدالستار خان نیازی" کو عبرتناک سزا دینے کا دیوبندی مطالبہ

مجاہدالحسینی صاحب کے قلم سے رسالہ "خدام الدین" لاہور (۲۸؍اپریل ۲۰۰۰ء) کا اداریہ:۔

"پاکستان کے سابق وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی کے لاہور کے اخبار جنگ ۱۱؍اپریل ۲۰۰۰ء میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ ۱۹۷۳ء میں وہ روضۂ رسولؐ گئے وہاں آنکھیں بند کرلیں خواب میں حضور پاکؐ آئے۔ انہوں نے کہا کہ تم نفاذ شریعت میں جہاں رکاوٹ ہو اس کا مقابلہ کرو، مٹ جاؤ یا مٹادو! اس وقت سے نظام شریعت کے نفاذ کے لئے جدوجہد کررہا ہوں"۔

اخبار جنگ لاہور میں مطبوعہ خبر ہم نے من و عن الفاظ کے ساتھ شائع کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ مولانا عبدالستار خان نیازی نے ۱۹۷۳ء میں جب روضۂ رسولؐ پر حاضری کے وقت آنکھیں بند کرلی تھیں۔ وہ آنکھیں جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں اور پھر اپنے قائد محترم میاں نواز شریف کے دو مرتبہ اقتدار میں کیوں بند کئے رکھیں؟ آج ۲۰۰۰ء میں ۲۷ سال بعد یکایک کیوں کھل گئی ہیں جبکہ ۱۹۷۳ء کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں مولانا عبدالستار خان نیازی خود وزارت مذہبی امور کے منصب پر فائز رہے ہیں ان دنوں میں حضور پاکؐ کے ارشاد اور لگائی گئی ڈیوٹی کے مطابق پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ کیوں نہ عمل میں لایا گیا؟ یہ حکم عدولی کس ذات اقدس کی ہے؟

اپنے وزارت مذہبی امور کے ایام میں نیازی صاحب کو میانوالی کے اپنے وہ دوست تو یاد رہے جنہیں مفت حج کراناتھا۔ اور وہ چھ عام شہری بھی یاد رہے جنہیں ڈاکٹر قرار دے کر میڈیکل مشن میں حج کے موقع پر مکہ معظمہ بھجوایا گیا تھا اور میڈیکل مشن نے جنہیں لینے سے انکار کردیا تھا۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نے حضور پاکؐ کے اس ارشاد کے بعد اپنے دور اقتدار میں خاص طور پر جو خدمات انجام دیں وہ اپنے مخالف مسلک کی مسجدوں پر صرف اپنے مسلک کے علماء و خطباء کا قبضہ کرانا ہے۔ علی ھذا القیاس ایسے ہی اور بہت سے ناگفتنی اقدامات کئے گئے تھے۔ آج سیاست دانوں کی مالی بدعنوانیوں کی محکمہ احتساب کے ذریعے تحقیقات کے بعد عدالتوں کے ذریعہ سزائیں دی جا رہی ہیں۔

پاکستان کی شرعی عدالت کے ذریعے مولانا عبدالستار خان نیازی، صدر جمیعۃ علماء پاکستان (ن) اس واقعہ کی تحقیقات کے بعد جو اسلامی شریعت کے احکام ہوں ان کے مطابق نیازی صاحب کو عبرتناک سزا دی جائے کہ انہوں نے حضور محسن انسانیت ﷺ کے ارشادات اقدس کی تعمیل میں ابھی تک کیوں آنکھیں بند کئے رکھیں اور حضور پاکؐ کے ارشاد پر دوسرے کاموں کو کیوں ترجیح دینے کی گستاخانہ حرکت کی ہے اور ۲۷ سال بعد آج اس بیان کا پس منظر کیا ہے؟"۔

☆......☆......☆......☆

حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ واعظوں اور ملاؤں کی نسبت کیا خوب فرماتے ہیں کہ ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند
واعظ شہر کہ مردم ملکش می خوانند
قول ما نیز ہمیں است کہ اُو آدم نیست

یعنی جو واعظ محراب و منبر پر جلوہ افروز ہوتے ہیں وہ خلوت میں "دوسرے کام" کرتے ہیں۔ واعظ کو لوگ فرشتہ کہتے ہیں۔ اس قدر تو ہم کو بھی تسلیم ہے کہ وہ آدمی ہرگز نہیں۔ (باقی وہ فرشتہ ہے یا شیطان اس کا فیصلہ بعد میں ہوتا رہے گا)

☆......☆......☆......☆

شیعہ ترجمان کی شیعہ علماء کی خدمت میں مؤدبانہ اپیل

اہل تشیع کے ماہنامہ "المعارف" لاہور اپریل ۲۰۰۰ء کے صفحہ ۴ پر "گستاخی معاف" کے عنوان سے حسب ذیل اپیل شائع ہوئی ہے جسے شیعہ علماء کے نام "مکتوب مفتوح" بھی کہا جا سکتا ہے۔

"ایک طویل عرصہ سے ہمارے درمیان عقائد کی جنگ جاری ہے۔ ایک زمانہ تھا جب ہمارا دشمن خاموش تھا مگر ہم حیدر کرار کے غلام چند نادان دوستوں کی غلط فہمیوں کا شکار تھے۔ اور خودساختہ دو دھڑے تشکیل دے رہے تھے۔ ایک کو مقصر اور دوسرے کو غالی کا نام دیا جاتا تھا۔ مقصرین میں جید علماء کرام کے نام آتے تھے جبکہ غالیوں میں ذاکرین اور جذباتی حب دار شمار ہوتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ نام کے یہ دونوں دھڑے اپنے اپنے حوالہ سے اپنی اپنی فکر اور سوچ کے ساتھ مذہب سے نہایت مخلص تھے بات اختلاف کی ہرگز نہ تھی تاہم سمجھانے اور سمجھنے میں کچھ مزاحمتیں تھیں اور ایسی مزاحمتوں اور نظریاتی انتشار میں پیشہ ور لوگوں کا زیادہ عمل دخل تھا۔ جہاں تک میں نے مشاہدہ کیا تو مجھے یوں لگا کہ نام کے ان دو حلقوں میں کسی مقام پر بھی مذہب سے بیزاری شامل نہیں ہے بلکہ دونوں اطراف سے کہیں کہیں اظہار میں پیچیدگی ہے۔ بعض علماء کرام میں وہ بات پائی گئی ہے کہ بعض اوقات حق کو اتنی شدت میں بیان کرتے ہیں کہ وہ قابل برداشت نہیں ہوتا اور موالیان حیدر کرار میں بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ بسا اوقات اس قدر جذباتی ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنی سوچ سے ٹکرانے والی ہر بات باطل دکھائی دیتی ہے۔

ان دو دھڑوں کے درمیان ایک تیسرا دھڑا بھی ہے جو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر انتشار کا باعث ہے۔ یہ دھڑا علماء کرام پر طعن و تشنیع بھی کرتا ہے اور دوسری جانب موالیان کو پاگل تو بھی قرار دیتا ہے۔

مذہب حقہ کے پیروکاروں کو یہ خبر ہے۔ کہ زمانہ ایک نیا رخ اختیار کرچکا ہے......... ہمارے اردگرد کئی ممالک میں انقلاب رونما ہو چکے ہیں اور قومیں اپنا ماضی تبدیل کرچکی ہیں مگر دوسری طرف ہم ہیں کہ ماحول کی شدت سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنے بقا اور استحکام و ترقی کے بارے میں سست روی کا شکار ہیں۔ اور ماضی کی پٹڑی سے نہیں اتر رہے۔ ہم جس بنیادی اور غیر ضروری مسائل میں الجھے ہوئے ہیں اسلام اور روشن مستقبل میں ان کا عمل دخل زیادہ نہیں ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر

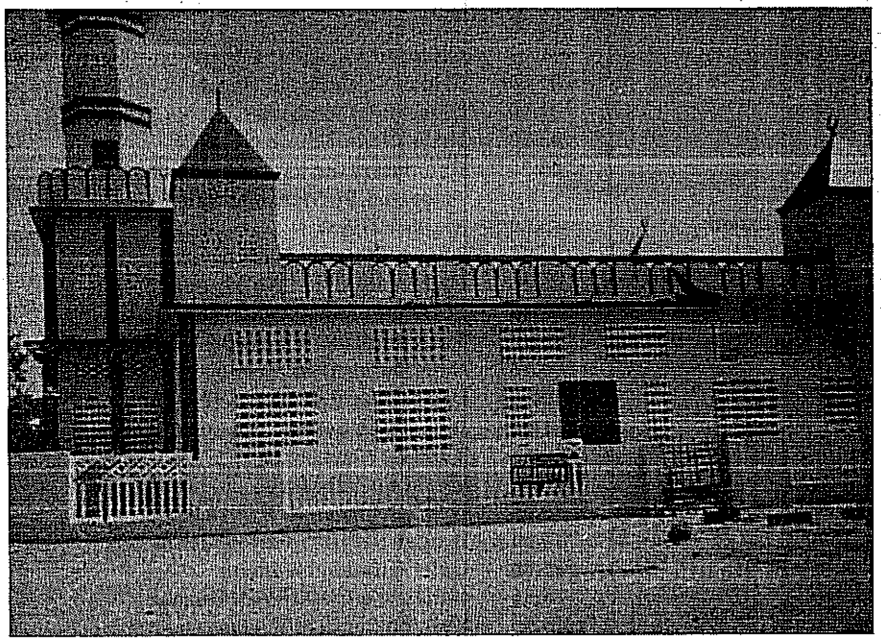

گاؤں کا نام: Dagara

ملک کا نام: آئیوری کوسٹ (Ivory Coast)

Dabakal سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس احمدیہ مسجد کی تکمیل میں اہالیان گاؤں نے دل کھول کر شمولیت کی توفیق پائی۔ اور تکمیل کے بعد یہ مسجد نیشنل ٹیلی ویژن پر بھی دکھائی گئی۔

علاقہ بھر میں جماعت احمدیہ کی مساعی کو بہت احسن انداز میں سراہا جارہا ہے۔

خدا تعالیٰ سب نواحمدیوں کو خصوصی طور استقلال اور اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے سچی عبادت کی توفیق بخشے۔ آمین

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔